

مجلہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس

سنہ ۱۹۸۷ء

صلی اللہ علیہ وسلم

محمد

پیشکش: منظور حسین جیلانی

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی



- ★ اسلامی جمہوریت کا استحکام
- ★ مساوات پر مبنی معاشی نظام کا فروغ
- ★ رشوت ، بے انصافی اور بدعنوانیوں کے خلاف جہاد
- ★ جہالت کا خاتمہ اور قوم کو جدید سائنسی دور سے ہمکنار کرنا
- ★ قومی اتحاد کو مضبوط بنانا

اسکی تکمیل میں تعاون ہمارا فرض ہے

نیشنل بینک آف پاکستان — قومی ترقی قومی بینک

United PID-1-26/87

پیش لفظ

تیرہویں صدی کے اواخر میں پاک و ہند کے اُفق پر ایک نابغۂ روزگار شخصیت اپنی جلالتِ علمی کی جلوہ سامانیوں اور عشقِ جمالِ مصطفوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ضیا پاشیوں کے جلو میں ابھرتی نظر آتی ہے۔ اس عظیم عبقری ہستی کا نام امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز (۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ / ۱۴ جون ۱۸۵۶ء تا ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ / ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء) جن کو زمانہ "اعلیٰحضرت" کے نام سے جانتا ہے۔ بلاشبہ ایک جید عالمِ دین، متبحر حکیم، عبقری فقیہہ، صاحبِ نظر صوفی، مفسرِ قرآن، عظیم محدث اور سحر البیان خطیب تھے۔ اگر ایک طرف وہ تبحرِ علمی، زہد و تقویٰ اور روحانی تصرفات کے اعلیٰ معیاری نمونہ تھے تو دوسری طرف آقائے دوجہاں، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشقِ صادق کی ایک مثالی تصویر بھی تھے انہوں نے اپنے علم و عمل، سیرت و کردار، بصیرت و افکار اور روحانی صلاحیتوں سے اسلامیانِ پاک و ہند میں جو فکری انقلاب پیدا کیا، اس کی شہادت ہماری پوری صدی دے رہی ہے اور جس کا جیتا جاگتا ثبوت قیامِ پاکستان ہے۔ وہ پوری مجددانہ شان و شوکت، مصلحانہ جاہ و جلال اور حکیمانہ تدبر و فراست سے میدانِ عمل میں تشریف لائے اور احساسِ ایمان، عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے دل و دماغ سے محو کر دینے والی ہر نام نہاد اصلاحی تحریک و تنظیم اور تحریر و تقریر کا اپنی تیغِ قلم سے قلع قمع کیا۔ یہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی فلاح و کامرانی کو صرف اور صرف غلامیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ قرار دیا۔

امام احمد رضا بریلوی ایک ہمہ جہت شخصیت کا نام ہے۔ جو تقریباً ۵۵ سے زیادہ علوم و فنون پر اس طرح حاوی تھی کہ اس نے ان تمام علوم و فنون میں سے ہر ایک پر کوئی نہ کوئی تصنیف یادگار چھوڑی ہے۔ علمِ قرآن میں ان کا اردو ترجمہ "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" (۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء) ایک امتیازی شان کا حامل ہے۔ فقہ میں وہ بقول اقبالؒ اپنے وقت کے امام ابو حنیفہؒ تھے۔ اس میدان میں انہوں نے "العطایا النبویہ فی فتاویٰ رضویہ" کے نام سے بارہ ضخیم جلدیں چھوڑی ہیں۔ اعلیٰحضرت کی تصانیف کی کل تعداد ایک ہزار سے بھی تجاوز کرتی ہے۔

قرآن و تفسیر، فقہ و حدیث اور دیگر دینی علوم کے علاوہ اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمہ مختلف علوم نقلیہ و عقلیہ مثلاً سلوک و تصوف، اذکار، اوفاق، تاریخ ـــــ مناقب، جفر، تکسیر ـــــ ادب، نحو، لغت، عروض، زیجات، علمِ مثلث، مثلث کروی ـــــ جبر و مقابلہ ـــــ لوگارثم ـــــ ارثماطیقی، ہئیت ہندسہ، علم الاعداد، ریاضی ـــــ توقیت، نجوم، منطق ـــــ فلسفہ ـــــ حساب ـــــ کیمیا ـــــ اور طبعیات ـــــ وغیرہ جیسے علوم جدیدہ پر بھی کامل عبور رکھتے تھے۔ اس طرح سے اگر ہم امام موصوف کی ۶۵ سالہ زندگی اور ان کی علمی اور تحقیقاتی خدمات کا جائزہ لیں تو امام احمد رضا ہر پانچ گھنٹہ بعد ہمیں ایک کتاب دیتے نظر آتے ہیں۔

دراصل امام احمد رضا کی شخصیت اتنی ہمہ گیر ہے کہ ان کے علمی، دینی، ملی، تحقیقی اور فنی کارناموں کا جمع کرنا، اس کی تدوین کرنا، اس کی نشر و اشاعت کرنا اور ان کے تحقیقی کاموں کو آگے بڑھانا ایک فردِ واحد کے بس کی بات نہیں ہے

بلکہ اس کے لئے ایک ایسے عظیم ادارے کی ضرورت ہے جو مخلص محققین اور اہل علم وفن حضرات پر مشتمل ہو۔ اسی جذبہ کے تحت "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا" کراچی کا قیام آٹھ سال قبل عمل میں لایا گیا۔

جن مخلص حضرات نے ان کی داغ بیل ڈالی ان کے اسمائے گرامی ہیں :۔

(۱) حضرت مولانا مفتی تقدس علی خاں دامت برکاتہم عالیہ
شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ خیر پور

(۲) ادیب شہیر حضرت شمس الحسن شمس بریلوی صاحب (کتب سیرت ۱۹۸۶ئ کے صدارتی انعام یافتہ)

(۳) پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ماہر رضویات۔
پرنسپل گورنمنٹ کالج ٹھٹھہ

(۴) جناب حمید اللہ قادری صاحب

(۵) جناب سید ریاست علی قادری صاحب
اسسٹنٹ انجینئر ٹیلی فون انڈسٹریز آف پاکستان

(۶) پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب (گولڈ میڈلسٹ)
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ ارضیات جامعہ کراچی

(۷) جناب شفیع محمد قادری صاحب

(۸) سید وجاہت رسول قادری صاحب
اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ حبیب بنک لمیٹڈ کراچی

(۹) جناب عبد اللطیف قادری صاحب

(۱۰) مولانا محمد اطہر نعیمی صاحب

(۱۱) پروفیسر عبد الرحمٰن قادری صاحب
اسسٹنٹ پروفیسر جامعہ ملیہ کالج کراچی

(۱۲) مولانا حافظ عبد الباری صاحب
اسسٹنٹ پروفیسر جامعہ ملیہ کالج۔ ملیر کراچی

ادارہ کو درپیش شدید مالی مشکلات کے باوجود ان حضرات نے نہ صرف یہ کہ امام احمد رضا کے مشن اور ان کے علمی ورثہ کی تدوین وترتیب اور تحقیق وتشہیر کے لئے ایک مربوط پروگرام بنایا بلکہ اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بھرپور کوششیں کیں۔
ادارہ کی سرگرمیوں کی ابتداء ہر سال امام احمد رضا فاضل بریلوی کے یوم وصال پر ایک ملک گیر کانفرنس بعنوان "امام احمد رضا کانفرنس" سے کی گئی جس میں ملک بھر کے نمائندہ علماء، فضلاء، ادباء، دانشور و محققین امام موصوف کی سیرت وکردار، علمی وفنی، دینی وملی کارناموں پر تحقیقی مقالے پیش کرتے تھے۔ الحمد للہ گزشتہ برسوں میں ان سرگرمیوں میں اضافہ ہوا ہے اور اب ایک سالانہ مجلہ "معنون بہ "معارف رضا" تواتر سے شائع کیا جا رہا ہے۔

علاوہ ازیں اعلیٰحضرت کی غیر مطبوعہ اور نایاب تصانیف کی طباعت واشاعت کے اہتمام اور ان کی شخصیت اور تصانیف کو علمی دینی اور جدید تعلیم یافتہ ملکی اور بین الاقوامی حلقوں میں متعارف کروانے کا کام بھی ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا سر انجام دے رہا ہے۔ ادارہ کے ارکان کی جس طرح حوصلہ افزائی کی گئی اور جس انداز سے ادارہ کی کارکردگی کی پذیرائی گئی اس سے ادارہ کا دائرۂ کار وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ چنانچہ اس موقع پر ادارہ کو باقاعدہ جدید خطوط پر از سر نو منظم کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ لہٰذا اس کے پیش نظر ۱۹۸۶ء میں ادارہ کا باقاعدہ رجسٹریشن سوسائٹیز ایکٹ مجریہ ۱۸۶۰ء کے تحت کرایا گیا۔ اس کے اغراض ومقاصد کا احاطہ کیا گیا اور اغراض ومقاصد سے متعلق ایک کتابچہ کی اشاعت بھی کی گئی جو پچھلے سال

کانفرنس کے موقع پر کرم فرمائوں کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اغراض و مقاصد کے کتابچہ کے ساتھ ہم نے اپنے کرم فرمائوں کے لئے ایک رُکنیت فارم بھی منسلک کیا۔ مقصد یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ رُکنیت سازی کر کے ادارہ کے مالی وسائل کو مستحکم کیا جائے تاکہ ادارہ کے اغراض و مقاصد کا حصول ممکن ہو سکے اور اعلیحضرت کے مشن کو ملکی اور بین الاقوامی سطح پر آگے بڑھایا جا سکے۔

اب تک ادارہ کا اپنا کوئی دفتر بھی نہ تھا۔ بلکہ ادارہ کا دفتر دو حصّوں میں بٹا ہوا تھا۔ تصنیف و تالیف کا کام ادارے کے بانی و صدر جناب ریاست علی قادری صاحب کے گھر میں پھیلا ہوا تھا اور دفتری کارروائی اور خطوط کی رسید و ارسال کا کام جناب پروفیسر مجید اللہ قادری ــــــــ کے گھر پر منتشر تھا۔

الحمد اللہ یہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ کا روحانی فیض تھا کہ ادارہ کو جدید خطوط پر چلتے ہوتے ابھی چند ماہ بھی نہ ہوئے تھے کہ اُس کے لئے ایک باقاعدہ دفتر کا بھی انتظام اللہ جل مجدہ نے فرما دیا۔ یہ دفتر ادارے کی اپنی ملکیت ہے۔ بحمد اللہ اس کے حصول کے ساتھ ہی ساتھ ٹیلی فون، ٹیلی گرافک ایڈریس اور پوسٹ بکس نمبر کے حصول کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس تنظیم نو کا یہ فائدہ بھی ہوا کہ ادارے کو چند نئے مخلص اور بے لوث حضرات کی خدمات حاصل ہو سکیں جن کی جودت فکر اور تنظیمی صلاحیتوں سے ادارے کے لئے مالی وسائل کی نئی راہیں کھلیں اور پروگرام میں بہتر ربط پیدا ہو سکا۔

جناب منظور حسین جیلانی صاحب جو حبیب بنک میں اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ ہیں، فائنانس سیکرٹری کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ ان کی شمولیت ادارے کے لئے ایک نیک فال ہے وہ ایک ذہین، پُر خلوص اور بے لوث کارکن ہیں۔ کاروباری اور تنظیمی معاملات میں بڑی سوجھ بوجھ کے مالک ہیں۔

جناب سید لائق علی صاحب ادارہ کے آفس سیکرٹری کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ ذوقِ سلیم کے حامل ہیں اردو اور انگریزی زبان پر خاصا عبور رکھتے ہیں۔ خوش طبع اور آرٹسٹک صلاحیتوں کے مالک ہیں۔

جناب حاجی غلام حیدر رنگ صاحب ہمارے رابطہ سیکرٹری ہیں۔ بڑی خوبیوں کے انسان ہیں۔ بڑے محنتی، اور مخلص کارکن ہیں۔ اخبارات، ابلاغ عامہ اور سرکاری دفاتر سے ان کا رابطہ بہت قوی ہے۔ سرکاری حلقوں میں خوب پہنچانے جاتے ہیں۔ صوبائی وزیر مذہبی امور کے پرسنل سیکرٹری کے فرائض بھی بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔ وفاقی وزیرِ مکانات و تعمیرات جناب حاجی محمد حنیف طیّب صاحب کے پرائیویٹ سیکرٹری بھی ہیں۔

ان انتظامی اور تنظیمی کامیابیوں کے علاوہ ہمیں یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے تنظیم نو کے بعد کے مختصر عرصہ میں امام موصوف کی خدمات عالیہ اور عظیم علمی کارناموں سے نہ صرف یہ کہ مسلمانان پاک و ہند بلکہ عالمِ اسلام اور بین الاقوامی برادری کو بھی روشناس کرانے کی بھرپور سعی کی ہے اور مالی وسائل کی کمی کے باوجود ان کی پُرشکوہ قد آور شخصیت اور ان کے علمی و روحانی کمالات سے اہلِ علم و دانش کو باخبر رکھا ہے۔ جس کے نتیجہ میں برصغیر پاک و ہند کی مختلف جامعات میں حیاتِ اعلیحضرت کے مختلف گوشوں پر اربابِ علم و دانش تحقیقی مقالات لکھ رہے ہیں بلکہ کچھ نامور شخصیتوں نے تو ڈاکٹریٹ کی ڈگری بھی حاصل کر لی ہے۔

اس کے علاوہ فاضل بریلوی کی شخصیت مغربی اسکالرز اور مفکّرین کی بھی توجہ کا مرکز بن رہی ہے۔ چنانچہ باربرا مٹکاف جن کا تعلق امریکہ سے ہے امام احمد رضا کی علمی بصیرت اور سیاسی سوجھ بوجھ پر ایک مقالہ تحریر کر چکی ہیں۔ ہندوستانی ریسرچ اسکالر مِس اوشا سانیال شکاگو یونیورسٹی میں انسٹی ٹیوٹ آف انڈین اسٹڈیز کے ڈپارٹمنٹ کی طرف سے امام موصوف کی علمی، فقہی اور سیاسی کارناموں پر ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھ رہی ہیں۔ جو تکمیل کے مراحل میں ہے۔ سالِ گزشتہ وہ پاکستان تشریف لائی تھیں اور ادارہ کی مہمان کی حیثیت سے تقریباً دو ماہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے یہاں قیام پذیر بھی رہیں اور ہماری کانفرنس میں شرکت بھی فرمائی۔ پروفیسر صاحب نے ان کے مقالے کی تیاری میں خصوصی تعاون فرمایا۔

امسال ماہِ ستمبر کے دوران ہالینڈ کے مشہور مستشرق پروفیسر ڈاکٹر بلیان فتاویٰ رضویہ پر تحقیقی کام کے سلسلہ میں کراچی تشریف لائے تھے۔ آپ سر سید احمد خاں اور شاہ ولی اللہ دہلوی پر تحقیقی کام کر چکے ہیں۔ وہ بہت جلد اس سلسلہ میں اپنی تحقیق کتابی صورت میں شائع کریں گے۔

اپنے مقاصد کے حصول کے لئے ادارہ تحقیقات احمد رضا درج ذیل خطوط پر پیش قدمی کر رہا ہے:۔

(۱) امام احمد رضا کی سیرت و کردار اور ان کی دینی و ملی خدمات پر تحقیقی اور غیر جانب دارانہ مقالات و کتب کی اشاعت۔

(۲) امام کی غیر مطبوعہ اور نایاب ملفوظات کو منظرِ عام پر لانا۔

(۳) ہر سال امام احمد رضا کانفرنس کا قومی اور بین الاقوامی سطح پر انعقاد اور غیر جانبدار محققین دانشور اور اہلِ علم و فن حضرات کو دعوتِ شرکت۔

(۴) سالانہ مجلّہ معارفِ رضا کا اجراء۔

(۵) امام احمد رضا کی سیاسی بصیرت و فراست پر تحقیقی مقالات کہ ان کی اس سیاسی بصیرت و فراست کی بدولت اسلامیانِ ہند کو انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی سے نجات مل سکی اور پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔

امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۸۷ء کے موقع پر ادارہ مندرجہ ذیل کتابیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے

سالانہ مجلّہ "معارفِ رضا" (پندرہ تحقیقی مقالات پر مشتمل ہے)

"رہبر و رہنما" (امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا نوجوان نسل کے لئے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا ایک مختصر مگر جامع تعارف)

الوظیفۃ الکریمہ (امام احمد رضا فاضل بریلوی کا عامۃ المسلمین کی دینی، دنیوی اور اخروی فلاح و بہبود کے لئے دعا و درود کا بہترین تحفہ)

مستقبل کا لائحہ عمل

انشاء اللہ العزیز مستقبل میں ہم مندرجہ ذیل منصوبوں کی تکمیل کریں گے۔

۱- فتاویٰ رضویہ کی غیر طبع شدہ جلدوں کی اشاعت۔

۲- رضا اکیڈمی۔ رضا پریس اور رضا لائبریری کا قیام۔

۳- ایک مستقل ماہانہ کا اجراء۔

۴- مسلمانوں کے ایمان، عقیدہ اور عمل کی درستگی کے لئے آسان زبان میں چھوٹے چھوٹے پمفلٹ کی اشاعت اور ملک گیر پیمانے پر تقسیم۔

۵- امام احمد رضا کی کتابوں (خصوصاً اردو ترجمہ قرآن) کا دیگر زبانوں میں ترجمہ۔

۶- امام احمد رضا پر پندرہ جلدوں پر مشتمل مبسوط سوانح۔

۷- امام احمد رضا اور ان کے رفقاء کے حوالے سے تاریخ پاکستان کی تدوین اور تعلیمی نصاب میں ان کا شامل کرانا۔

۸- عالمِ اسلام و عرب میں امام احمد رضا کی اور ان پر لکھی گئی عربی زبان کی کتب کی ترویج و اشاعت کرنا۔

۹- ہر سال امام احمد رضا ایوارڈ کا اجراء۔

۱۰- اہلِ علم و دانش پر مشتمل رضا کونسل کا قیام جو امام احمد رضا پر کئے گئے افکار و آثار اور تحقیق کو جدید تقاضوں کے تحت اہلِ علم کے سامنے پیش کرے گی۔

اپیل

قارئینِ کرام !

بلاشبہ کوئی عظیم مقصد اللہ ربُ العزّت کے فضل وکرم کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا لیکن حصولِ مقصد کے لئے ایثار وقربانی، خلوص ونیک نیّتی اور جہدِ مسلسل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے ہم آپ کو تعاون کی دعوت دیتے ہیں کہ اس کارِ خیر میں ہمارا ساتھ دیں تاکہ معروضہ مقاصد جلد از جلد حاصل ہوسکیں۔ ادارہ اور اس کے اراکین تمام اہلِ دل، اہلِ علم اور اہلِ ثروت حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ آگے آئیں اور اس ادارے کی سرپرستی فرمائیں تاکہ امام احمد رضا کے علمی وتحقیقی تبرکات کو جو ہزارہا صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں منظرِ عام پر لایا جاسکے اور ہم ان کے اس علمی اور دینی سرمایہ کو محفوظ کرسکیں، اور یوں ہم اللہ تعالیٰ اس کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنے والی نسلوں کے سامنے سرخرو ہوسکیں۔

ادارہ اپنے تمام سرپرستوں، معاونین اور رفقاء کا ممنون ہے جنہوں نے ہر قدم پر ہماری رہنمائی فرمائی اور اپنے مفید مشوروں اور تجاویز سے نوازا۔

ادارے کی مالی واخلاقی سرپرستی فرمانے والے حضرات میں جناب الحاج حبیب احمد صاحب، حاجی محمد عمر صاحب، حاجی عبدالرزاق جانو صاحب، حاجی ولی محمد لشکروالا صاحب، جناب عبدالعزیز قادری چمڑے والے، جناب حمید اللہ قادری صاحب قابلِ ذکر ہیں۔

ادارہ خاص طور پر ان تمام حضرات اور اداروں کا بھی تہہ دل سے ممنون وشکر گذار ہے جنھوں نے اس مجلّہ میں اشتہارات کا عطیہ دے کر امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے اپنی عقیدت ومحبّت کا عملی ثبوت دیا۔ اور ان کے مشن "حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم" کے فروغ میں ادارہ کا ساتھ دیا۔

ادارہ صدرِ مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کا خصوصیّت سے ممنون ہے کہ انہوں نے اعلیٰحضرت امام احمد رضا کانفرنس کے موقع پر اپنا پرخلوص پیغام مرحمت فرمایا۔

ہم گورنر سندھ جناب اشرف ڈبلیو تابانی صاحب اور صوبائی وزیرِ اعلیٰ سید غوث علی شاہ صاحب کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس موقعہ پر اپنے پیغامات بھیجکر اعلیٰ حضرت سے اپنی محبّت وعقیدت کا ثبوت فراہم کیا۔

ان کے علاوہ ہم ان وفاقی اور صوبائی وزراء، دیگر کرم فرماؤں اور معززین ودانشور حضرات کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس کانفرنس کے موقع پر پیغامات ارسال کئے۔

ادارہ ____________________

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

Blessed be Mustafa, mercy for mankind
God's Light true way to find.

Ala-Hazrat Shah Ahmed Riza Khan's

SALAM سلام

by

G.D. Qureshi

1. Blessed be Mustafa, mercy for mankind,
   God's light, the right way to find.
2. Blessed be the highest of the high,
   The brightest star of prophecy's sky.
3. Blessed be the sovereign of Kaaba and paradise,
   Who is compassionate, merciful and wise.
4. Blessed be the hero on the night of his ascension,
   The apple of the people's eye in heaven.
5. Blessed be the splendour of the next world,
   Dignity, justice and grandeur of this world.
6. Blessed be his noble mind,
   The most sublime of its kind.
7. Blessed be the source of knowledge divine,
   Outstanding and the last in the Prophet's line.
8. Blessed be the point of Life's hidden unity,
   And also the centre of its visible diversity.
9. Blessed be Nature's privileged one,
   Who divided the moon and called back the sun.
10. Blessed be the blanket, rich in mystic quality.
    Under which the food increased in quantity.



حمد

حضرت رضا قدس سرہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْکَوْنِ وَ الْبَشَرِ حَمْدًا یَدُوْمُ دَوَامًا غَیْرَ مُنْحَصِرٖ

وَاَفْضَلُ الصَّلٰوتِ الزَّاکِیَاتِ عَلٰی خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ مُنْجِی النَّاسِ مِنْ سَقَرٖ

بِکَ الْعِیَاذُ اِلٰہِیْ اِنْ اَشَأْ حُکْمًا سِوَاکَ یَا رَبَّنَا یَا مُنْزِلَ النُّذُرٖ



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُتَوَحِّدِ بِجَلَالِہِ الْمُتَفَرِّدِ

وَصَلَاتُہٗ دَوَامًا عَلٰی خَیْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

وَالْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ ھُمْ مَاوٰی عِنْدَ شَدَائِدِیْ

فَاِلَی الْعَظِیْمِ تَوَسُّلِیْ بِکِتَابِہٖ وَ بِاَحْمَدٖ صلی اللہ علیہ وسلم





نعتِ معطّر

از تبرکات اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ

(اس نعت میں یہ صنعت رکھی گئی ہے کہ پڑھنے والے کے دونوں ہونٹ نہیں ملتے)



سیدِ کونین سلطانِ جہاں — ظلِّ یزداں شاہِ دیں عرش آستاں

کُل سے اعلیٰ کُل سے اولیٰ کُل کی جاں — کُل کے آقا کُل کے ہادی کُل کی شاں

دلکشا دلکش دِل آرا دلستاں — کانِ جان و جان و شایانِ شاں

ہر حکایت ہر کنایت ہر ادا — ہر اشارت دلنشین و دل نشاں

دل دے دل کو جانِ جاں کو نور دے — اے جہانِ جان و اے جانِ جہاں

آنکھ دے اور آنکھ کو دیدارِ نور — روح دے اور روح کو راحِ جناں

اللہ اللہ یاس ایسی آس سے — اور یہ حضرت یہ در یہ آستاں

تو ثنا کو ہے ثنا تیرے لئے — ہے ثنا تیری ہی دیگر داستاں

تو نہ تھا تو کچھ نہ تھا گر تو نہ ہو — کچھ نہ ہو تو ہی تو ہے جانِ جہاں

تو ہو داتا اور اوروں سے رجا — تو ہو آقا اور یادِ دیگراں

التجا اس شرک و شر سے دور رکھ — ہو رضا تیرا ہی از این و آں

جس طرح ہونٹ اس غزل سے دور ہیں — دل سے یوں ہی دُور ہو ہر ظن و ظاں





الشاہ احمد رضا خان البریلوی قدس سرہ'



شانِ احمد رضا سبحان اللہ — واصفِ مصطفےٰ سبحان اللہ
ہیں امام آپ اہلِ سنّت کے — اے مرے رہنما سبحان اللہ
ایسا عالی مقام عالمِ دیں — رب نے ہمکو دیا سبحان اللہ
جنکو حاصل رضائے احمدؐ ہے — ہیں وہ احمد رضا سبحان اللہ
مدحِ اہلِ دُوَل نہیں کرتے — عاشقِ مصطفےٰ سبحان اللہ
بن کے آئے مجدّدِ ملت — دین تازہ کیا سبحان اللہ
شاہِ بزمِ سخن کا کیا کہنا — شاعرِ خوش نوا سبحان اللہ
نور کا اک قصیدۂ نوری — کتنا اچھا لکھا سبحان اللہ
تم پہ ہیں مہرباں حبیبِ خدا — خوش ہیں غوث الوری سبحان اللہ
ایک کامل ولی و رہبرِ دیں — ہیں بفضلِ خدا سبحان اللہ
ہم بریلویوں کے دل میں شہا — نورِ حق بھر دیا سبحان اللہ
ہم مناتے ہیں یاد قلب میں ہے — احترام آپ کا سبحان اللہ

سچ ہے معراجِ شاعری ہے سحرؔ
یہ کلام آپ کا سبحان اللہ

تعارف

سرپرست واراکین مجلس عاملہ



والا مرتبت حضرت مولانا مفتی تقدس علی خان صاحب قادری رضوی

آپ اعلیحضرت قدس اللہ سرہٗ کے شہزادۂ اکبر یعنی حضرت مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے خویش اور اعلیحضرت نور اللہ مرقدہٗ کے قائم کردہ دار العلوم منظر اسلام بریلی کے ناظم رہے۔ آپ کے دورِ نظامت میں دار العلوم نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ صرف نظامت کی اعلیٰ صلاحیتوں ہی سے بہرہ ور نہیں تھے بلکہ آپ کے پایۂ علم کا بھی ایک بلند مقام تھا۔ آپ مدتوں تک "شرح جامی"، کا دار العلوم میں درس دیتے رہے۔ کوئی دوسرا اس میں آپ کا ہمسر نہیں بنا۔ تقسیم ہند کے بعد آپ سندھ کے مشہور روحانی خانوادے "پیر پگارا" سے وابستہ ہوگئے۔ باایں پیرانہ سالی آپ ... دار العلوم راشدیہ پیر جو گوٹھ میں شیخ الحدیث کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی ذاتِ والا سے تادیر استفادہ کا موقع عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت علامہ شمس الحسن شمس المعروف بہ شمس بریلوی

آپ دنیائے علم و ادب کی ایک مشہور و معروف شخصیت ہیں۔ تقریباً چالیس کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کی تصانیف نہ صرف خواجہ تاشان رضویت کے لیے باعثِ فخر و نازش ہیں بلکہ غیروں نے بھی آپ کی علمی اور ادبی صلاحیتوں کا اعتراف کیا ہے۔ آپ نے معارفِ رضا اور ادارۂ تحقیقاتِ امام رضا کو ہمیشہ اپنی نگارشات سے نوازا۔ معارف رضا میں آپ کے تحقیقی مضامین بڑے بلند مقام کے حامل ہوتے ہیں۔ خواجہ تاشان رضویت آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھول سکتے کہ آپ نے حضرت امام رضا کے نعتیہ کلام کا تحقیقی اور ادبی جائزہ پیش کرکے دنیائے رضویت کی ایک بے مثال خدمت انجام دی ہے۔ ادارہ آپ کی ایک محققانہ کتاب "امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری" کی جلد اوّل ۱۹۸۵ء میں اور جلد دوم ۱۹۸۶ء میں پیش کرچکا ہے۔ حکومتِ پاکستان کے زیر اہتمام ۱۹۸۶ء میں منعقد ہونے والے مقابلۂ کتبِ سیرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آپ کی تحریر کردہ کتاب "سرورِ کونین کی فصاحت"، کو اوّل انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ اور صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے سند اور نقد انعام سے آپ کو نوازا۔



والا مرتبت محقق و دانشور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

(پی ایچ ڈی) پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ سندھ

آپ دنیائے رضویت میں اپنی تحقیقات اور امام احمد رضا قدس سرہٗ پر اپنی بہترین محققانہ نگارشات کے باعث ایک محبوب و مشہور شخصیت ہیں۔ بلا خوف تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ آپ نے اپنی فکر کے انمٹ اور انمول جواہر پارے جو دنیائے رضویت کے سامنے پیش کیے ہیں۔ خواجہ تاشانِ رضویت اس کے شکرے سے کسی طرح بھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتے۔

آپ نے اپنے زورِ قلم سے اعلیحضرت امام رضا کے علمی، تحقیقی اور مذہب حنفی پر آپ کی فقید المثال تحریروں کا لوہا غیروں سے بھی منوالیا۔ آپ پندرہ سال سے شب و روز اسی کوشش میں مصروف ہیں کہ زمانے کی نامساعدت سے جو دبیز پردے اعلیحضرت امام رضا کی عروسِ فکر پر پڑے ہوئے تھے ان کو اٹھا کر اس شاہدِ رعنا جمالِ ہوش ربا سے نگاہوں کو حیرت زدہ کردیں۔ آپ کی تخلیقات میں "اُجالا" ایک شاہکار حیثیت رکھتا ہے۔ ادارہ نے اس کا سندھی میں ترجمہ آپ کی خدمت میں ۱۹۸۶ء میں پیش کیا تھا۔ اس سال آپ کے قلم کا ایک اور شاہکار ادر فکر کی ایک اچھوتی تخلیق "رہبر و رہنما" پیش کرکے ہم اپنا سر افتخار سے بلند کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے نہ صرف اپنی تخلیقی سرگرمیوں کے ذریعے فاضل بریلوی کی شخصیت اور ان کے ذہنی و علمی کارناموں کو عوام الناس میں روشناس کروایا ہے بلکہ بین الاقوامی سطح پر امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور ان کی تصانیف کو متعارف کروانے میں بھی بڑی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔



عالیجناب شیخ حمید اللہ صاحب قادری حشمتی

ادارۂ تحقیقات امام رضا آپ کی سرپرستی پر نازاں ہے اور کیوں نہ نازاں ہو کہ اس مادہ پرستی اور حبِ زر کے دور میں اللہ تعالیٰ کے کرم و فضل سے ایسے صاحبانِ کرم بھی موجود ہیں جن کے سامنے کچھ گزارشِ احوالِ واقعی کی ضرورت پیش نہیں آتی بلکہ آپ

کی دوررس نگاہ ادارہ کی مالی ضروریات سے باخبر رہتے ہوئے ہر وقت تعاون کے لیے آمادہ رہتی ہیں۔

آپ کو اعلیٰحضرت امام رضا قدس سرہٗ کی ذاتِ والا سے ایک خصوصی نسبت اور تعلقِ خاطر ہے۔ آپ کے شیخِ طریقت' والا مرتبت شیر بیشۂ رضویت مولانا حشمت علی اعلیٰحضرت کے ایک مخلص شیدائی اور مبلغِ رضویت تھے۔ شیخ حمید اللہ صاحب بھی اسی راہ پر گامزن ہیں اور اپنے مالی تعاون سے دنیائے رضویت کی اہم خدمت انجام دے رہے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزا۔



الحاج اے حبیب احمد

الحاج اے حبیب احمد صاحب کی ذات محتاجِ تعارف نہیں۔ کراچی کی کوئی دینی، اصلاحی اور فلاحی تنظیم ایسی نہیں جس سے آپ کی وابستگی نہ ہو۔ آپ نیک اور فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا اپنا دینی فرض سمجھتے ہیں۔ آپ ہمہ وقت دینِ اسلام کی سربلندی، علم کے فروغ، بیواؤں، یتیموں، ناداروں اور حاجت مندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ اُن اداروں کی بھرپور مالی معاونت فرماتے ہیں جو کسی نہ کسی طرح اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔

یونین انڈسٹریز کے مالک ہیں۔ چیمبر آف کامرس کے رکن اور بے شمار اداروں سے دامے درمے سخنے قدمے منسلک ہیں۔ انتہائی خوش مزاج، حلیم الطبع، خلیق با اخلاق ملنسار ہیں اور عجز و انکساری کا پیکر دکھائی دیتے ہیں۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ سے خصوصی تعلق کی بنا پر آپ ہر ایسے کام میں دل کھول کر حصہ لیتے ہیں جس سے اعلیٰحضرت کے مشن کو تقویت پہنچے۔ ادارہ آن کی سرپرستی پر نازاں اور ان کے جذبے کی قدر کرتا ہے۔

اہلسنت والجماعت کی مشہور مذہبی درگاہ دارالعلوم امجدیہ کراچی اور دارالعلوم نوریہ رضویہ کلفٹن کراچی کے ٹرسٹی بھی ہیں۔



سید ریاست علی صاحب قادری رضوی

بانی و صدر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا

ادارۂ تحقیقاتِ امام رضا قدس سرہٗ کو اگر ایک جسد سے تعبیر کیا جائے تو ہمارے سید صاحب اس کی روح ہیں۔ ادارہ تحقیقاتِ امام رضا کی یہ شہ رگ اور ایک وہ تن ہیں کہ اُس کے سارے جسم میں اس کے ذریعے خون پہنچ رہا ہے۔ سید صاحب' اعلیٰحضرت امام رضا قدس سرہٗ کے فرزندِ اصغر حضرت مولٰنا مصطفےٰ رضا خان المعروف مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے مشرف بہ بیعت ہیں اور خلیفہ ماذون و مجاز ہیں۔ سید صاحب کے والدِ ماجد اعلیٰحضرت سے مشرف بہ بیعت تھے۔

ٹیلی فون انڈسٹریز آف پاکستان میں اسسٹنٹ منیجر کے عہدہ پر فائز ہیں۔ جرمن زبان سے انگریزی زبان میں مترجم کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ آپ چار سال جرمنی میں رہ چکے ہیں۔

سید صاحب نے آج سے پانچ چھ سال پہلے بالکل بے سر و سامانی کے عالم میں اعلیٰحضرت کے جذبۂ فداکاری سے سرشار ہو کر "معارفِ رضا" کا پہلا شمارہ نکالا تھا۔ اُس وقت حضرت شمس بریلوی' پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مولانا محمد اطہر نعیمی اور جناب محمد شفیع قادری نے ان سے بھرپور تعاون کیا۔ سید صاحب کی شب و روز کی جانکاہ محنت نے مجلّہ کو کامیاب بنایا۔ امام احمد رضا کانفرنس آپ کے نصب العین کی ایک ٹھوس حقیقت بن کر سامنے آئی۔ اپنوں اور غیروں نے بے حد سراہا۔ دانشور طبقہ اس کانفرنس کی بدولت امام احمد رضا اور ان کے پائیگاہ علم اور ان کے تبحر سے آگاہ ہوا اور اس کانفرنس کے بڑے مثبت نتائج برآمد ہوئے۔

الحمد اللہ کہ اب پانچ چھ سال سے خوب سے خوب تر رنگ میں کانفرنس کا انعقاد ہو رہا ہے اور اب اس کا دائرہ سید ریاست علی قادری صاحب کی انتھک کوششوں سے ملک کے طول و عرض میں پھیلتا جا رہا ہے۔ کراچی، اسلام آباد اور حیدر آباد اس کانفرنس کے محلِ انعقاد بن چکے ہیں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ سید صاحب کی کوششوں سے اس کو اور وسعت حاصل ہوگی۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا اور اس کی مطبوعات سید صاحب کی تگاپوئے عمل کا دوسرا نام ہے۔ آپ ہی کی کوششوں سے یہ ادارہ ایک قدآور ادارہ بن گیا۔ اربابِ قلم کا تعاون حاصل رہا اور معارفِ رضا ہر اگلی منزل پر خوب سے خوب تر بن کر سامنے آیا۔

دنیائے رضویت سید صاحب کی ذات پر نازاں ہے اور اُن کے فروغِ عمل کے لیے دعاگو ہے۔ اللہ تعالیٰ سید

صاحب کو اس راہ میں حسبِ دلخواہ کامرانیوں سے ہمکنار فرمائے۔
ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد

جناب شفیع محمد قادری

ادارے کے بنیادی اراکین میں سے ایک نمایاں شخصیت ہیں اور اس کے ابتدائی دور میں ہر طرح سے ادارے سے منسلک لوگوں کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے ہیں۔ ہر چند کہ آپ کی کاروباری مصروفیات بے انتہا ہیں لیکن پھر بھی اگر مسلکِ اعلیٰ حضرت کا معاملہ ہو تو پھر ہر کام کو چھوڑ کر اس کی طرف توجہ دیتے ہیں اور دامے درمے سخنے قدمے ہر طرح پیش پیش رہتے ہیں۔ ادارے کو جب بھی کسی قسم کی مالی پریشانی سے واسطہ پڑتا ہے، شفیع صاحب کسی سے پیچھے نہیں رہتے۔ ادارے کا موجودہ آفس آپ ہی کے تعاون کا ثمرہ ہے۔

جناب سید وجاہت رسول قادری

ایم۔ اے (معاشیات)
ڈپلومیڈ ایسوسی ایٹ، انسٹی ٹیوٹ آف بنکرز پاکستان
آپ حبیب بینک لمیٹڈ ہیڈ آفس کراچی میں اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ کے عہدہ پر فائز ہیں اور زکوٰۃ سیل کے انچارج ہیں۔

برصغیر پاک و ہند کے مشہور و معروف عالم دین اور مبلغِ اسلام حضرت سید ہدایت رسول صاحب آپ کے جدِّ امجد ہیں۔ ماشاء اللہ ایک مردِ صالح اور ایسے جمیل اور پاکیزہ کردار کے حامل ہیں کہ ان کو دیکھ کر دل چاہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمارے نوجوانوں کو ان کے رنگ میں رنگ دے۔ بنک کی ملازمت دینی کاموں میں حارج نہیں ہوتی۔ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے شیدائیوں میں ہیں اور ان کے نام سے جو کام بھی ہوتا ہے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

ایک طرف تو دفتر کی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی سنبھالتے ہیں تو دوسری طرف ادارہ کی دامے درمے وسخنے ہر طرح مدد کرتے ہیں اور دوسری جانب اعلیٰحضرت سے آپ کی عقیدت کا یہ عالم ہے کہ اگر ادارہ کو ان کی ضرورت کسی وقت بھی ہو، اپنے آرام کا خیال کیے بغیر ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ آپ کا تحریر کردہ مضمون "اقوالِ اعلیٰحضرت" اور انگریزی مضمون —— "ROLE OF IMAM AHMED RAZA IN UPHOLDING THE SANCTITY OF HOLY PROPHET" معارف رضا کے موجودہ شمارے میں شامل کیے جا رہے ہیں۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

منظور حسین جیلانی

بی کام - ڈپلومیڈ ایسوسی ایٹ
انسٹیٹیوٹ آف بنکرز آف پاکستان (گولڈ میڈلسٹ)
آپ بھی حبیب بینک لمیٹڈ ہیڈ آفس کراچی میں اسسٹنٹ وائس پریزیڈنٹ کے عہدہ پر فائز ہیں۔ آپ کا تعلق بریلی شریف سے ہے اور حضور مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ بیعت حاصل ہے۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت کے پیشِ نظر وسط ۱۹۸۶ء میں ادارہ سے منسلک ہوئے تاکہ ادارہ کو جدید خطوط پر منظم کیا جائے۔ ان کی شمولیت کے بعد ادارہ کی سرگرمیوں کا دائرہ کار بے انتہا وسیع ہوا ہے۔ آپ کی مساعی میں ادارہ کا باقاعدہ رجسٹریشن، ادارہ کے اپنے دفتر کا قیام، امام احمد رضا کانفرنس کے موقع پر ہر سال ایک مجلہ کا اجراء شامل ہیں۔ آپ ہمیشہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔

جناب پروفیسر مجید اللہ قادری

ایم اے اسلامیات، ایم ایس سی (ارضیات) گولڈ میڈلسٹ
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ ارضیات، جامعہ کراچی، کراچی۔
آپ ہمارے سرپرست جناب شیخ حمید اللہ قادری حشمتی کانپوری کے نوجوان اور صالح فرزندِ اصغر ہیں۔ "ادارۂ تحقیقات امام رضا" کے سرگرم معاون اور معتمد ہیں۔ یہ کہنا مبالغے سے بالکل خالی نہ ہوگا کہ اگر آپ کی کوششیں اور بھرپور توجہ ادارہ کے شاملِ حال نہ رہتی تو ہم اس راہ میں بمشکل ہی گامزن رہ سکتے تھے۔
ہمارے شیخ حمید اللہ صاحب پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسانِ عظیم ہے کہ اس دورِ تجدد پسندی اور مغربیت نوازی میں ایک اعلےٰ

تعلیم یافتہ فرزند دین کی راہ میں اس طرح سرگرم ہے اور رضویت کا ایسا شیدائی ہے کہ ہر آن اور ہر لمحہ اس کی یہی کوشش ہے کہ سرورِ کونین رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ورفعنا لک ذکرک کے طنطنے سے ذہن وایمان ہر وقت گونجتے رہیں ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔



پروفیسر عبدالرحمٰن قادری ایم اے اردو

پروفیسر شعبہ اردو جامعہ ملیہ کالج کراچی

اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم کہ قوم کے نوجوانوں میں بھی جذبۂ ایمانی کا جوش وخروش ہے۔ کاش قوم کے تمام نوجوان اس رنگ میں رنگ جائیں تو بیڑا پار ہو جائے۔

جناب پروفیسر عبدالرحمٰن قادری ایک بالغ نظر نوجوان ہیں کئی سال سے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کو آپ کا تعاون حاصل ہے جو ہمارے لیے اس راہ میں کامیابی وکامرانی کا... موجب ہے۔

اللہ اگر توفیق نہ دے، انسان کے بس کا کام نہیں۔



جناب غلام حیدر رنگ

اللہ اللہ! اعلیٰحضرت امام احمد رضا کے کیسے کیسے شیدائی پاکستان میں موجود ہیں کہ ہر وقت اور ہر آن ان کی تگ ودو کا محور ومرکز یہی ہے کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا کا نام بلند وبالا ہو۔

جناب غلام حیدر رنگ کراچی میں مقیم ہیں اور آپ کا کراچی میں مقیم ہونا اس ادارہ کے لیے بہت ہی کارآمد ثابت ہوا۔ جب بھی آپ کے تعاون کی ضرورت پیش آئی آپ نے کبھی تعاون سے گریز نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس ہمدردی اور ادارے کے لیے آپ کے بھرپور تعاون کو قائم ودائم رکھے آمین



پروفیسر حافظ قاری عبدالبادی

(ایم اے اسلامیات) پروفیسر جامعہ ملیہ کالج کراچی

حافظ قاری عبدالباری صاحب ایم اے اسلامیات کے علاوہ فاضل درس نظامی بھی ہیں۔ آپ کے والد ماجد جناب مولوی عبداللطیف صاحب اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے عقیدتمندوں میں سے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالباری صاحب نے جس ماحول میں پرورش پائی وہ ماحول فاضل بریلوی کی محبت اور عقیدت سے سرشار تھا۔ عنفوانِ شباب ہی سے آپ بھی اسی راہ پر گامزن رہے۔ جب علم وفضل نے ذہن کو مزید جلا بخشی تو اس عقیدت میں اور بھی اضافہ ہوگیا۔

پروفیسر موصوف ادارۂ تحقیقات امام رضا سے اپنی عقیدت کے باعث خصوصی رابطہ رکھتے ہیں اور اس ادارے کے سرگرم معاون ہیں۔



سیّد لائق علی مصطفوی بریلوی

ایم اے اردو (پلنگ)

آپ کا تعلق بریلی شریف کے خاندانِ سادات سے ہے اور آپ حضور مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ "... فرزند اصغر اعلیٰحضرت الشاہ احمد رضا خاں سے بیعت ہیں۔ آپ کے چچیرے دادا جناب سید قناعت علی صاحب رضوی اور الحاج سید ایوب علی صاحب رضوی کو اعلیٰحضرت فاضل بریلوی... سے خصوصی نسبت وقرب حاصل رہا۔ آپ ہی دونوں حضرات کو اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ "سیدین" کے لقب سے یاد فرماتے تھے۔ ان دونوں کا حضور اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ سے قرب کا یہ حال تھا کہ خود فاضل بریلوی نے ان کا تذکرہ اپنی تحریروں میں جگہ جگہ کیا ہے۔ اس پس منظر میں سیّد لائق علی صاحب کی اعلیٰحضرت سے عقیدت کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں۔

آپ کو نہ صرف اردو اور انگریزی زبانوں پر خاصی دسترس حاصل ہے بلکہ ایک اچھے مصنف ومترجم آرٹسٹ اور پرخلوص انسان ہیں۔ آپ تقریباً ۲۸ سال امریکن سنیٹر لاہور میں پریس انفارمیشن کلچرل اور دیگر شعبوں میں اہم فرائض انجام دیتے رہے۔ بعدہٗ آپ تقریباً پانچ سال ایک اور بین الاقوامی امریکی تحقیقی ادارے میں بحیثیت منیجر پرسنل وایڈمنسٹریشن متعین رہے۔ کراچی منتقل ہونے پر آپ معروف اداروں میں بحیثیت جنرل منیجر اور وائس پریزیڈنٹ، پبلک ریلیشنز اور ایڈمنسٹریشن کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں لیکن اب آپ نے اپنی تمام تر صلاحیتیں اور توجہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے لیے وقف کر دی ہیں" معارف رضا" اور مجلہ کے سرورق کے بنیادی ڈیزائن آپ ہی کی کاوشوں کے مرہونِ منت ہیں۔




بسم الله الرحمن الرحيم
اذا جاء نصر الله والفتح
ورأيت الناس يدخلون في دين الله افواجا
فسبح بحمد ربك واستغفره انه كان توابا



بسم اللہ الرحمن الرحیم



MOST IMMEDIATE

PRESIDENT'S SECRETARIAT (PUBLIC)
Aiwan-e-Sadr
ISLAMABAD

Subject: President's Message on the Occasion of Imam Ahmed Raza Conference - 1987

Reference : Your Office memorandum dated 23 August 1987.

Approved President's message on the subject occasion is sent herewith for your further necessary action.

Gp Capt
(Abdul Razak Yusuf)
Director (Coord)

Syed Riyasat Ali Qadri
President, Idara-i-Tehqeeqat-e-Imam Ahmed Raza
234/7 3rd Floor, Nasheman Building, Stretchen Road,
Karachi

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



جنرل محمد ضیاء الحق
اسلام آباد

اسلامی جمہوریہ پاکستان

اعلیحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کانفرنس پر صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کا پیغام

مجھے یہ جان کر دلی مسرت ہوئی ہے کہ ادارۂ تحقیقاتِ امام رضا کے زیرِ اہتمام امام احمد رضا خاں کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ یہ کانفرنس اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب ہو۔ آمین

مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی برِصغیر کی ایک ممتاز، معروف و مقتدر شخصیّت تھے، جنہوں نے اپنی زندگی دینِ اسلام کے فروغ کے لیئے وقف کر رکھی تھی، انہوں نے اپنی گفتار، کردار اور بے شمار کُتب کے ذریعے یہ فریضہ انجام دیا اور لاکھوں فرزندانِ توحید کے دلوں میں عشقِ حضرت محمد مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شمعیں فروزاں کیں جو آج تک قریہ قریہ اور کوچے کوچے میں کرنیں بکھیر رہی ہیں، خاص کر ان کا سلام "مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" بچے بچے کی زبان پر ہے۔ اُنہوں نے اپنی بے شمار تحریروں کے ذریعے جو گُلہائے عقیدت نچھاور کیئے ہیں، ان کی خوشبو عُشاقِ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مشامِ جاں کو قیامت تک معطّر کرتی رہے گی۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اُن کی خدمات کو قبول فرمائے اور یہ کانفرنس جو اس عاشقِ رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حوالے سے منعقد ہو رہی ہے مُسلمانوں کے درمیان اتحاد و برکت کا باعث بنے، آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم



CHIEF MINISTER, SIND

پیغام

یہ جان کر مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ ادارۂ تحقیقات احمد رضا بریلوی کراچی گزشتہ سالوں کی روایات کے مطابق امسال بھی "دو قومی نظریہ" جو حصول پاکستان پر منتج ہوا، کے بانی جناب احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ایک کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے۔ جس میں اندرون و بیرون ملک کے مشہور علماء، دانشور اور محقق شرکت کر رہے ہیں۔

جناب احمد رضا بریلوی نے جنوبی ایشیا میں اسلام کی اشاعت اور حب رسول کے فروغ میں جو خدمات انجام دیں ہر ذی شعور ان کا معترف ہے۔

برصغیر میں مسلمانوں کی ترقی ان کے باہمی اتحاد اور توہمات پرستی سے احتراز کے بغیر ممکن نہ تھی۔ جناب احمد رضا بریلوی نے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے باہمی نفاق کے خاتمہ اور انگریزوں اور ہندوؤں کے خلاف ان کے جذبۂ حریت کو بیدار کر کے قائد اعظم محمد علی جناح کے عزم و ارادوں کو بڑی تقویت پہنچائی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ محترم اور ان کے معتقدین کے تعاون نے حصول مملکت خداداد پاکستان کو کسی حد تک ممکن بنایا اس کا اعتراف ہمارے مؤرخین نے بھی کیا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نیک مقاصد میں کامران کرے اور کانفرنس کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔ (آمین)

سید غوث علی شاہ

وزیر اعلیٰ سندھ

۵-۱۰-۸۲

مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

محترمی جناب سید ریاست علی قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ
مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ کا ادارہ حسب سابق اس سال بھی "امام احمد رضا کانفرنس" کا انعقاد کر رہا ہے۔ آپ اور آپ کے رفقاء جس ہمت اور حوصلے سے اعلیٰحضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو جدید خطوط اور مربوط پروگرام کے تحت آگے بڑھا رہے ہیں مجھے یقین ہے کہ وہ دن دور نہیں جب انشاء اللہ اس قسم کی کانفرنسیں نہ صرف ملک کے طول و عرض بلکہ دنیا کے کونے کونے میں منعقد کی جائیں گی اور اعلیٰحضرت کا پیغام محبت ہر مسلمان کے دل کی دھڑکن بن جائیگا۔ امام احمد رضا کا امت مسلمہ پر یہ عظیم احسان ہے کہ انہوں نے قلوب مسلم کو حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت سے مالا مال کیا اور مسلمانوں کو یہ سبق دیا کہ تعظیم و توقیر رسالت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

بلاخوف تردید ہر شخص کا خواہ وہ کسی مکتبہ فکر سے تعلق ہو اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ ایک سچے عاشق رسول تھے اور انکی زندگی کا ایک ایک لمحہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر ہوا۔ وہ امت محمدیہ کے لیے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک انمول انعام ہیں جس کی ہمیں قدر کرنی چاہیے۔ "مقام مصطفےٰ" کے تحفظ اور "نظام مصطفےٰ" کے نفاذ کے سلسلے میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی خدمات کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ آج عالم اسلام بالآخر اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہے کہ نظام مصطفےٰ کا نفاذ ہی مسلمانوں کی نجات و ترقی کا واحد ذریعہ ہے جس کی ترویج و اشاعت کے لیے اعلیٰحضرت نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ وقف کر رکھا تھا۔

میں اپنے دل کی گہرائیوں سے آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ اور آپ کے رفقاء بہت ہی قلیل عرصے میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے علمی، دینی، سیاسی اور فکری کارناموں کو نہ صرف پاک و ہند میں بلکہ عالم اسلام کے سامنے بڑی خوش اسلوبی سے پیش کیا جو دوسروں کے لیے قابل تقلید ہے۔

اعلیٰحضرت کا مشن مسلمانوں کے عالمگیر اتحاد کا مشن ہے، یہ ایک آفاقی تحریک ہے۔ اس مشن اور تحریک کو آگے بڑھانے میں ہر ہر قدم پر میں آپ کے ساتھ ہوں اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے رفقاء کی مساعی کو کامیابی سے ہمکنار کرے (آمین)

آپکا مخلص

حاجی محمد حنیف طیب

وفاقی وزیر ہاؤسنگ و تعمیرات

(حکومت پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمبر ٢(۵) ڈی ڈی (جی - ١١) /٨٦



وفاقی وزیر برائے مذہبی امور و اقلیتی امور
اسلام آباد

حاجی محمد سیف اللہ خان

تاریخ ١٢ ستمبر ١٩٨٧ ء

محترم جناب سید ریاست علی قادری صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

یہ سن کر میری قلبی مسرتوں اور راحتوں میں اضافہ ہوا ہے کہ آپ امام اہلسنت اعلحضرت مولانا حافظ قاری الشاہ احمد رضا خان بریلوی کے علمی و دینی کارناموں کو اجا گر کرنے کیلئے کانفرنس کا انعقاد کر رہے ہیں ۔ اس موقعے پر میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیے ۔

اعلحضرت نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ دنیائے اسلام کے ان علمائے گرامی اور فضلائے اجلّہ میں سے تھے جو ملک و ملت کا روحانی و علمی سرمایہ تھے ۔ آپ نے یوں تو معرکتہ الاراء خدمات سرانجام دیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کا عظیم کارنامہ مسلمانوں کو عظمت مصطفٰے اور مقام مصطفٰے سے آشنا کرنا تھا ۔ آپ نے عشاقِ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سینوں میں محبت مصطفٰے کی گرمی پیدا کی اور اپنے خطبات اور نعتوں سے مودتوں کے چمن کھلائے ۔

مجھے امید ہے کہ اعلحضرت کے نام پر ہونے والی کانفرنس میں اتحاد بین المسلمین کا عملی مظاہرہ ہو گا اور لوگوں کے دلوں میں باہمی محبت و یگانگت پیدا کرنے کی سعی بلیغ کی جائے گی ۔

والسلام

خیر اندیش

(حاجی محمد سیف اللہ خان)

جناب سید ریاست علی قادری صاحب
صدر، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا
کراچی ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



No. 4(1)/DDP/87
Ministry of Religious Affairs &
Minorities Affairs
GOVERNMENT OF PAKISTAN

Islamabad, the ۱۰ - ۹ - ۸۷

محترم جناب ریاست علی قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

یہ امر نہایت ہی مسرت افزا ہے کہ آپ اور آپ کے رفقائے کرام برصغیر پاک و ہند کی ہمہ پہلو نامور علمی و ادبی، مذہبی و دینی شخصیت اعلیٰحضرت مولانا حافظ قاری الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر کانفرنس کا انعقاد کر رہے ہیں –

بزرگوں کی یادیں تازہ کرنا خالی از منفعت نہیں ہوتا۔ مجالس میں جب دی علم و معارف حضرات ان کے علمی و دینی کارناموں پر روشنی ڈالتے ہیں تو اکثر حاضرین ان سے متمتع ہو کر اپنے آپ کو ممدوح کے عملی پیکر میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں اور اسطرح بہت سے لوگوں کی زندگی میں انقلاب آ جاتا ہے –

اعلیٰحضرت احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا نمایاں پہلو اور عظیم الشان کارنامہ یہ تھا کہ انھوں نے برصغیر پاک و ہند بلکہ پورے عالم اسلام میں عشق مصطفیٰ ؐ کے چراغ روشن کئے اور عشاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سینوں کو محبتوں کی حدتوں سے گرمایا – وہ اس بات پر یقین رکھتے تھے :–

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست
بحر و بر در گوشہ دامان اوست

روح را جز عشق او آرام نیست
عشق او روزیست کورا شام نیست

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اعلیٰحضرت کے نام پر منعقدہ کانفرنس بہمہ وجوہ کامیاب ہو اور آپ اس سلسلے میں اجر ممنون کے حامل ٹھہریں –

مع السلام

مخلص

(محمد یوسف)

سیکرٹری

جناب ریاست علی قادری صاحب
صدر، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا
۲۳۳/۷، تھرڈ فلور، نشیمن بلڈنگ،
سٹریچن روڈ، کراچی –

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

Off . 512429 - 523524
Res 480300 - 482484



ABBAS BAWAZIR

MINISTER
LABOUR, AUQAF
RELIGIOUS AFFAIRS AND FISHERIES
SIND

Karachi, dated the ۲۱ ستمبر ۱۹۸۷ء 198 .

محترم سید ریاست علی قادری صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

آپ کا گرامی نامہ نظر نواز ہوا - یاد فرمائی کا شکریہ!

یہ امر باعث طمانیتِ قلب ہے کہ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کے علمی، دینی اور فکری کارناموں سے اہل وطن کو روشناس کرانے لئے ایک کانفرنس کا انعقاد کر رہے ہیں۔ اس مبارک کاوش پر میری دلی مبارکباد قبول فرمائیے ۔ یقین مانئے آپ اور آپ کے رفقاء وقت کے ایک اہم تقاضے کو پورا کر رہے ہیں

اعلیٰ حضرت نہ صرف پاک و ہند بلکہ اپنے عہد کے جلیل القدر عالم اور ایک نابغۂ روزگار شخصیت تھے۔ آپ کو مختلف فنون اور علوم میں اس قدر دسترس اور جامعیت حاصل تھی کہ اگر پوری تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو بہت کم ایسی ہستیاں ملیں گی، لیکن آپ کا [illegible] ام مسلمانوں کو عظمتِ مصطفیٰ اور مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آشنا کرانا تھا۔

اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے (آمین)

آپ کا مخلص
عباس باوزیر
[signature] ۲۱/۹/۸۶

۳۲

۸

۲۲

اکادمی ادبیاتِ پاکستان

PAKISTAN ACADEMY OF LETTERS

(Established by the Ministry of Education, Government of Pakistan)

House No. 12, Street 31,
F-7/1, Islamabad.
Telegraphic Address: "ACADEMY"

Ref No. ج ۸۷-۸٦/(۳۳)۱

پیغام

امام احمد رضا بریلوی کی شخصیت مسلمانان پاک و ہند کے لیے کسی تعارف کی محتاج نہیں — ایسی نابغۂ روز گار ہستیاں روز روز پیدا نہیں ہوتیں — وہ اپنوں کے لیے مشعل راہ تھے — اور طاغوتی طاقتوں کے لیے سدّ راہ تھے ان کے علم و فضل میں کسی کو شبہ نہیں — حضور اکرم صلعم نے علمی اختلافات کو دین اور تہذیب کے ارتقاء کے لیے خیر و برکت کا باعث قرار دیا ہے اس سے فکر کے نئے دربار ہوتے ہیں ۔ اور بدلتے ہوئے وقت کے تقاضوں کا ساتھ دینے کے لیے مذہب میں اور زیادہ پھیلاؤ اور ہمہ گیریت آتی چلی جاتی ہے — امام احمد رضا بریلوی برصغیر میں اسلامی فکر کے ارتقاء کی ایک اہم کڑی کو مکمل کرتے ہیں اور ان سے استفادہ کئے بغیر عہد حاضر میں اسلامی تعلیمات کی تفسیر و توجیہ کرنا اتنا آسان نہیں ہے —

یہ امر خوش آئند ہے کہ ادارہ تحقیقات احمد رضا نہ صرف یہ کہ ان کی تعلیمات پر تحقیقی مواد فراہم کرتا ہے بلکہ ان کے خیالات کی ترویج و اشاعت میں بھی مصروف ہے — اللہ تعالی انہیں ان کے مشن میں کامرانی عطا فرمائے —

(پروفیسر پریشان خٹک)

چیرمین

اکادمی ادبیات پاکستان

پیغام

****

مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ آپ حسبِ سابق اس سال بھی امام احمد رضا کانفرنس پورے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد کر رہے ہیں - امام صاحب کی علمی فتوحات اور فقہی بصیرت ایک عالم پر آشکار ہے - انہوں نے مسلمانوں کو ایسے وقت میں پیغام عمل دیا جب ہر طرف مایوسی و ادبار کے انبار لگے ہوئے تھے اور افلاس و جہالت کے بادلوں نے اسلامیانِ ہند کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا - اس وقت ہمارا ملک جن حالات اور اندرونی بیرونی خطرات سے دو چار ہے اشد ضروری ہے کہ ایسے میں امام صاحب کے پیغام کو عام کیا جائے - آپ کی تعلیمات کی روشنی میں راہِ عمل متعین کی جائے اور دینی و دنیوی زندگی کو قوتِ نمو سے ہمکنار کرنے کے لیے آپ کے بتائے ہوئے رہنما اصولوں سے بھرپور استفادہ کیا جائے - مجھے امید ہے کہ امام احمد رضا کانفرنس ان مقاصد کے حصول میں ممد و معاون ثابت ہو گی -

(ڈاکٹر وحید قریشی)
صدرنشین
مقتدرہ قومی زبان
اسلام آباد

تاریخ : ۹/۹/۱۹۸۷ء

Vice - Chancellor



University of Karachi,
Karachi.

Dated: September 27, 1987.

MESSAGE

The commemoration of the great saint, scholar and mathematician, A'ala Hazrat Fazil-e-Barelvi Shah Imam Ahmed Raza Khan by the Idar-i-Tahqeeqat-e-Imam Ahmed Raza is laudable and an indication that we do have Organizations in our country which cherish the memories and contributions of illustrious men of learning of the past.

Shah Sahib was a versatile genius whose thoughts and contributions serve as a beacon light for us even today. I congratulate the Idara-i-Tahqeeqat-e-Imam Ahmed Raza Khan for their noble and dedicated efforts to honour the memory of such a great scholar and wish them every success in their programme.

(Dr. Manzooruddin Ahmed)

حکیم محمد سعید

HAKIM MOHAMMED SAID

HAMDARD MANZIL
KARACHI–5
(Pakistan)

Karachi: Clinic 215908, Office 616001-5; Residence 410612
Telex 24529 HAMD PK
Lahore: Clinic 53819
Rawalpindi: Clinic 64338; Residence 43944
Peshawar: Clinic 74186; Residence 42303
Hyderabad: Clinic 31666

حواله نمبر ذ / ت / 87/ ۹۹۴۷

کراچی: 14- محرم الحرام- 1408ھ
8 - ستمبر - 1987ء

محترم جناب ریاست علی صاحب قادری!

السلام علیکم

آپ کا عنایت نامہ ملا، یاد آوری کا شکریہ۔

اس اطلاع سے مسرت ہوئی کہ "ادارۂ تحقیقات امام رضا" کی جانب سے فاضل بریلوی کی علمی و دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے اکتوبر 1987ء میں ایک کانفرنس کے انعقاد کا اہتمام کیا جارہا ہے۔

حضرت مولانا احمد رضا خان کی شخصیت بہت جامع اور ان کی خدمات کا دائرہ وسیع ہے علوم و فنون کے بہت کم شعبے ایسے ہوں گے جن کی طرف انھوں نے اعتنانہ کی ہو بیشتر موضوعات پر ان کی تحریریں علمی یادگار کے طور پر موجود ہیں، اس قیمتی سرمائے کا تحقیقی جائزہ کاروان علم و آگہی کی مزید پیش رفت کا موجب ہوگا۔

ادارۂ تحقیقات امام رضا لائق تبریک ہے کہ وہ اہم خدمات انجام دے رہا ہے۔
اللہ تعالیٰ کانفرنس کو کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین!

امید ہے کہ مزاج بہ عافیت ہوگا۔

بہ احترامات فراواں

آپ کا مخلص

(حکیم محمد سعید)

محترم جناب سید ریاست علی صاحب قادری
ادارہ تحقیقات امام احمد رضا
7/ 234 - تیسری منزل
نشیمن بلڈنگ، اسٹریچن روڈ
کراچی۔

پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر
ناظم تعلیمات

ادارہ نصابیات و مرکز توسیع تعلیم
بلوچستان، کوئٹہ
۱۵ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ / ۹ ستمبر ۱۹۸۷ء

مکرمی و محترمی جناب سید ریاست علی قادری صاحب
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا، یاد فرمائی کا بہت بہت شکریہ۔ زندہ قومیں اپنے نابغۂ روزگار حضرات کو تابندگی بخشنے کے لیے اُن کے کارہائے نمایاں کی بنا پر علمی ادارے یا مختلف النوع کی دیگر یادگاریں قائم کرتی ہیں۔ اسی روایت کو جاری و ساری رکھتے ہوئے کراچی میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی بنا ڈالی گئی ہے۔

امام احمد رضاؒ فنا فی العشق الرسول تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کے سینوں میں حضور پاک سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت و محبت کی ایسی چنگاریاں چھوڑیں جو یادوں کے اُفق پر اُبھرتی رہیں گی اور یوں دیئے سے دیا جلتا رہے گا۔ امام احمد رضا اور آپ کے معتقدین نے تحریک پاکستان کے سلسلے میں بھی جو گرانقدر خدمات انجام دیں وہ ہمیشہ صفحۂ قرطاس پر ثبت رہیں گی۔

مقامِ طمانیت ہے کہ "ادارہ تحقیقات امام احمد رضا" آپ کے مختلف الجہتی کارناموں پر تحقیق و تدقیق کا عزم لیے ہوئے میدانِ عمل میں وارد ہوا ہے۔ بفضلِ ایزدی اُس کے نتائج یقیناً حوصلہ افزا ہوں گے

والسلام
مخلص
انعام الحق کوثر

TELEX. 2748 JANG PK
5521 JNG RP PK
CABLE: DAILYJANG
TELEPHONE: 210710 (Ten lines)

JANG

PAKISTAN'S LEADING NEWSPAPER
WITH THE LARGEST CIRCULATION

ALSO PUBLISHED FROM:

LAHORE: 13-SIR AGHA KHAN ROAD (DAVIS ROAD)
PHONE: 305820 (Five Lines) 305025 305026

RAWALPINDI: AL-RAHMAN BUILDING MURREE ROAD
P.O. BOX No. 30 PHONE 70223 (Five Lines)

QUETTA: JAMIAT RAI ROAD PHONE: 70515 73064

LONDON (UK): 57-LANT STREET LONDON SE 1 IQN
TELEX: 28208 JANG UK
PHONE: 01-403 - 5833/01 - 403 - 4122



I.I. CHUNDRIGAR ROAD
P.O. Box No. 52, KARACHI

۶ راکتوبر ۱۹۸۷ء

پیغام

یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ادارہ تحقیقات احمد رضا ہر سال کی طرح اس سال بھی عظیم عالم دین اور فقیہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی شاہ امام احمد رضا خاں کی یاد میں ۲۴ راکتوبر ۱۹۸۷ء کو ایک کانفرنس منعقد کر رہا ہے ۔ اپنے مشاہیر کی فکر اور تعلیمات سے روشنی حاصل کرنا اور ان کی یاد کو دلوں میں تازہ رکھنا زندہ قوموں کی نشانی ہے ۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں گوناگوں خصوصیات کے حامل تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں ذہن رسا عطا کیا تھا ۔ انھوں نے کم عمری میں ہی تمام مروجہ درسی کتابوں سے فراغت حاصل کر لی تھی ۔ اعلیٰ حضرت دینی و دنیاوی علوم میں یکتا تھے اور بے شمار کتابوں کے مصنف تھے ۔ برصغیر پاک و ہند میں کروڑوں افراد ان کے حلقۂ اثر میں شامل ہیں ۔

مجھے امید ہے کہ ۲۴ راکتوبر ۱۹۸۷ء کو منعقد ہونے والی یہ کانفرنس اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کے فکر و فلسفہ کی ترویج میں معاون ثابت ہوگی ۔

(دستخط)
میر خلیل الرحمٰن
ایڈیٹر انچیف
روزنامہ جنگ ۔

ڈاکٹر وحید اشرف

(ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی)

بڑودہ یونیورسٹی (بھارت)

"دنیائے اسلام میں ایسی شخصیتوں کی کمی نہیں جنھوں نے اپنے علم و عقل اور بصیرت سے ساری دنیا کو مستفیض و متحیر کیا ہے۔ ابن سینا، عمر خیام، امام رازی، امام غزالی، البیرونی، فارابی، ابن رشد وغیرہ وہ شخصیتیں ہیں جن کے علمی کارناموں پر رہتی دنیا تک فخر کیا جائے گا۔ ان میں کوئی فلسفہ و حکمت کا امام ہے، کوئی ریاضی و ہیئت کا، کوئی فلسفۂ اخلاق کا اور فلسفۂ یونان کا۔ لیکن ان سب سے زیادہ حیرت انگیز شخصیت سرزمین ہندوستان میں پیدا ہوئی اور موجودہ صدی ہی میں اس نے دنیا کو الوداع کہا۔ مولانا احمد رضا خاں کی شخصیت ایسی پہلو دار اور جامع علوم ہے کہ آپ کے کسی پہلو پر سیر حاصل بحث کے لیے اس فن کا ماہر ہی اس سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔"

(انوارِ رضا، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۵۴۷)

ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں

(ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی، پی۔ایچ۔ڈی، ڈی۔لٹ)

سابق صدر شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد (سندھ پاکستان)

"اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ اپنے دور کے بے مثل علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے فضل و کمال، ذہانت و فطانت، طباعی و دراکی کے سامنے بڑے بڑے علماء و فضلاء یونیورسٹیوں کے اساتذہ، محققین و مستشرقین نظروں میں نہیں جچتے، مختصر یہ کہ وہ کونسا علم ہے جو انھیں نہیں آتا تھا، وہ کون سا فن ہے جس سے وہ واقف نہیں تھے۔"

(ہفت روزہ "افق" کراچی، شمارہ ۲۲ جنوری تا ۲۸ جنوری، ۱۹۷۹ء، ص ۱۰)



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حبیب بینک لمیٹڈ

ہیڈ آفس ۳۱ حبیب بینک پلازہ کراچی ۳۱ پاکستان

سید نسیم احمد
میر ایگزیکٹیو بورڈ
۷/ستمبر ۱۹۸۶ء

محترم سید ریاست علی قادری صاحب

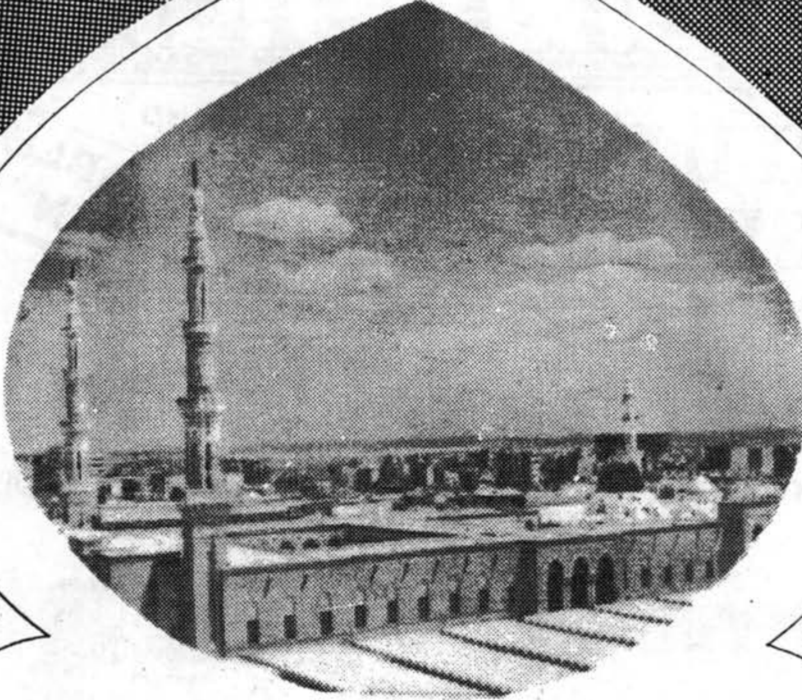
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ یاد آوری کا شکریہ!

اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک عہد آفریں و عظیم شخصیت کے حامل فقیہ، عالم اور مفکر تھے گذشتہ صدی ہجری کے مشاہیر اور اکابر علماء میں اپنی جامعیت اور علومِ اسلامیہ میں گہری بصیرت کی وجہ سے وہ خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ اس صدی میں انہوں نے افکارِ اسلامی کی نشاۃِ ثانیہ کے سلسلے میں جو بھرپور کردار ادا کیا ہے اور دینِ حنیف کی حرکی اور فعال تصوّر کی جس طرح ترجمانی کی، چراغِ مصطفوی کی تیز لو سے جس طرح شرارِ بولہبی کو للکارا، اور مسلمانوں کے قلوب میں آتشِ عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تیز تر کیا، وہ بلا شبہ ناقابلِ فراموش ہیں۔ اور مسلمانِ عالم تا قیامت ان کے احسان مند رہیں گے۔ اس کے علاوہ انکا دوسرا عظیم کارنامہ برصغیر کے مسلمانوں کو متحد و متفق کر کے انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی کے خلاف ان کے جذبۂ حریت کو بیدار کرنا ہے، جس کی بنیاد پر آگے چل کر "دو قومی نظریہ" پیش کیا گیا اور پھر علامہ اقبال اور قائدِ اعظم کے مطالبے پر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مقاصد میں کامیاب کرے (آمین) آپ کا مخلص

سید نسیم احمد (دستخط)
سید نسیم احمد۔



خرد دیکھے اگر دل کی نگہ سے
جہاں روشن ہے نورِ لا الٰہ سے
فقط اک گردشِ شام و سحر ہے
اگر دیکھیں فروغِ مہر و مہ سے!

اقبال



پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی لمیٹڈ

PARAGON

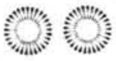
PID (Islamabad)

امام احمد رضا خان کے ماہ و سال

تحریر
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

نمبر	واقعہ	تاریخ
۱	ولادت باسعادت	۱۰ شوال سنہ ۱۲۷۲ھ / ۱۴ جون سنہ ۱۸۵۶ء
۲	ختم قرآنِ کریم	سنہ ۱۲۷۶ھ / سنہ ۱۸۶۰ء
۳	پہلی تقریر	ربیع الاول سنہ ۱۲۷۸ھ / سنہ ۱۸۶۱ء
۴	پہلی عربی تصنیف	سنہ ۱۲۸۵ھ / سنہ ۱۸۶۸ء
۵	دستارِ فضیلت	شعبان سنہ ۱۲۸۶ھ / سنہ ۱۸۶۹ء (بعمر ۱۳ سال، ۱۰ ماہ، ۵ دن)
۶	آغاز فتویٰ نویسی	۱۴ شعبان سنہ ۱۲۸۶ھ / سنہ ۱۸۶۹ء
۷	آغاز درس و تدریس	سنہ ۱۲۸۶ھ / سنہ ۱۸۶۹ء
۸	ازدواجی زندگی	سنہ ۱۲۹۱ھ / سنہ ۱۸۷۴ء
۹	فرزندِ اکبر مولانا محمد حامد رضا خان کی ولادت!	ربیع الاول سنہ ۱۲۹۲ھ / سنہ ۱۸۷۵ء
۱۰	فتویٰ نویسی کی مطلق اجازت	سنہ ۱۲۹۳ھ / سنہ ۱۸۷۶ء
۱۱	بیعت و خلافت	سنہ ۱۲۹۴ھ / سنہ ۱۸۷۷ء
۱۲	پہلی اردو تصنیف	سنہ ۱۲۹۴ھ / سنہ ۱۸۷۷ء
۱۳	پہلا حج اور زیارت حرمین شریفین	سنہ ۱۲۹۵ھ / سنہ ۱۸۷۸ء
۱۴	شیخ احمد بن زین بن دحلان مکی سے اجازتِ حدیث	سنہ ۱۲۹۵ھ / سنہ ۱۸۷۸ء
۱۵	مفتیٔ مکہ شریف عبدالرحمٰن السراج مکی سے اجازتِ حدیث	سنہ ۱۲۹۵ھ / سنہ ۱۸۷۸ء
۱۶	شیخ عابد کے تلمیذ رشید امام کعبہ شیخ حسین بن صالح، جمیل اللیل مکی سے اجازت حدیث	سنہ ۱۲۹۵ھ / سنہ ۱۸۷۸ء
۱۷	احمد رضا کی پیشانی میں شیخ موصوف کا مشاہدۂ انوارِ الٰہیہ۔	سنہ ۱۲۹۵ھ / سنہ ۱۸۷۸ء
۱۸	مسجد خیف (مکہ معظمہ) میں بشارتِ مغفرت۔	سنہ ۱۲۹۵ھ / سنہ ۱۸۷۸ء
۱۹	زمانۂ حال کے یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ۔	سنہ ۱۲۹۸ھ / سنہ ۱۸۸۱ء
۲۰	تحریکِ ترکِ گاؤکشی کا سدِّباب۔	سنہ ۱۲۹۸ھ / سنہ ۱۸۸۱ء
۲۱	پہلی فارسی تصنیف	سنہ ۱۲۹۹ھ / سنہ ۱۸۸۲ء
۲۲	اُردو شاعری کا سنگھار قصیدۂ معراجیہ کی تصنیف	قبل سنہ ۱۳۰۳ھ / سنہ ۱۸۸۵ء
۲۳	فرزندِ اصغر مفتی اعظم محمد مصطفےٰ رضا خاں کی ولادت۔	۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۰ھ / سنہ ۱۸۹۲ء
۲۴	ندوۃ العلماء کے جلسۂ تاسیس (کانپور) میں شرکت	سنہ ۱۳۱۱ھ / ۸۹۴
۲۵	تحریکِ ندوۃ سے علیحدگی۔	سنہ ۱۳۱۵ھ / سنہ ۱۸۹۷ء
۲۶	مقابر پر عورتوں کے جانے کی ممانعت میں فاضلانہ تحقیق۔	سنہ ۱۳۱۶ھ / سنہ ۱۸۹۸ء
۲۷	قصیدۂ عربیہ آمال الابرار و آلام الاشرار	سنہ ۱۳۱۸ھ / سنہ ۱۹۰۰ء
۲۸	ندوۃ العلماء کیخلاف ہفت روزہ اجلاس پٹنہ میں شرکت۔	رجب سنہ ۱۳۱۸ھ / سنہ ۱۹۰۰ء
۲۹	علمائے ہند کی طرف سے خطاب مجدد مأتہ حاضرہ	سنہ ۱۳۱۸ھ / سنہ ۱۹۰۰ء
۳۰	تاسیس دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی۔	سنہ ۱۳۲۲ھ / سنہ ۱۹۰۴ء
۳۱	دوسرا حج اور زیارت حرمین الشریفین	سنہ ۱۳۲۳ھ / سنہ ۱۹۰۵ء
۳۲	امام کعبہ شیخ عبداللہ میرداد اور اُن کے اُستاد شیخ حامد احمد محمد جدّادی مکی کا مشترکہ استفتاء اور احمد رضا کا فاضلانہ جواب۔	سنہ ۱۳۲۴ھ / سنہ ۱۹۰۶ء
۳۳	علماء مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے نام سنداتِ اجازت و خلافت۔	سنہ ۱۳۲۴ھ / سنہ ۱۹۰۶ء
۳۴	کراچی آمد اور مولانا محمد عبدالکریم درس، سندھی سے ملاقات	سنہ ۱۳۲۴ھ / سنہ ۱۹۰۶ء

نمبر	واقعہ	تاریخ
۳۵	احمد رضا خاں کے عربی فتوے کو حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل خلیل مکی کا زبردست خراج عقیدت۔	سنہ ۱۳۲۵ھ / سنہ ۱۹۰۷ء
۳۶	شیخ ہدایت اللہ بن محمد بن محمد سعید السندی مہاجر مدنی کا اعتراف مجددیت۔	۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۰ھ / سنہ ۱۹۱۲ء
۳۷	قرآن کریم کا اردو ترجمہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	سنہ ۱۳۳۰ھ / سنہ ۱۹۱۲ء
۳۸	شیخ موسیٰ علی الشامی الازہری کی طرف سے خطاب "امام الائمۃ المجدد لہذہ الامۃ"	یکم ربیع الاول سنہ ۱۳۳۰ھ / سنہ ۱۹۱۲ء
۳۹	حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل خلیل مکی کی طرف سے خطاب "خاتم الفقہاء والمحدثین"۔	سنہ ۱۳۳۰ھ / سنہ ۱۹۱۲ء
۴۰	علم المربعات میں ڈاکٹر سر ضیاء الدین کے مطبوعہ سوال کا فاضلانہ جواب۔	قبل سنہ ۱۳۳۱ھ / سنہ ۱۹۱۳ء
۴۱	ملت اسلامیہ کے لئے اصلاحی اور انقلابی پروگرام کا اعلان۔	سنہ ۱۳۳۱ھ / سنہ ۱۹۱۳ء
۴۲	بہاول پور ہائی کورٹ کے جسٹس محمد دین کا استفتا اور احمد رضا خاں کا فاضلانہ جواب۔	۲۳ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۱ھ / سنہ ۱۹۱۳ء
۴۳	مسجد کانپور کے قضیے پر برطانوی حکومت سے معاہدہ کرنے والوں کے خلاف ناقدانہ رسالہ۔	سنہ ۱۳۳۱ھ / سنہ ۱۹۱۳ء
۴۴	ڈاکٹر سر ضیاء الدین (وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کی آمد اور استفادہ علمی۔	مابین سنہ ۱۳۳۲ھ / سنہ ۱۹۱۴ء اور سنہ ۱۳۳۵ھ / سنہ ۱۹۱۶ء
۴۵	انگریزی عدالت میں جانے سے انکار اور حاضری سے استثنا	سنہ ۱۳۳۴ھ / سنہ ۱۹۱۶ء
۴۶	صدر والصدور صوبہ جات دکن کے نام ارشاد نامہ۔	سنہ ۱۳۳۴ھ / سنہ ۱۹۱۶ء
۴۷	تاسیس جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی۔	تقریباً سنہ ۱۳۳۶ھ / سنہ ۱۹۱۷ء
۴۸	سجدۂ تعظیمی کی حرمت پہ فاضلانہ تحقیق۔	سنہ ۱۳۳۷ھ / سنہ ۱۹۱۸ء
۴۹	امریکی ہیئات داں پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کو شکست فاش	سنہ ۱۳۳۸ھ / سنہ ۱۹۱۹ء
۵۰	آئزک نیوٹن اور آئن اسٹائن کے نظریات کے خلاف فاضلانہ تحقیق	سنہ ۱۳۳۸ھ / سنہ ۱۹۲۰ء
۵۱	ردِ حرکت زمین پہ فاضلانہ تحقیق	سنہ ۱۳۳۸ھ / سنہ ۱۹۲۰ء
۵۲	فلاسفۂ قدیمہ کا ردِ بلیغ	سنہ ۱۳۳۸ھ / سنہ ۱۹۲۰ء
۵۳	دو قومی نظریہ پر حرف آخر۔	سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۱ء
۵۴	تحریک خلافت کا افشائے راز۔	سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۱ء
۵۵	تحریک ترک موالات کا افشائے راز۔	سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۱ء
۵۶	انگریزوں کی معاونت اور حمایت کے الزام کے خلاف تاریخی بیان۔	سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۱ء
۵۷	وصال۔	۲۵ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۰ھ / ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء
۵۸	مدیر "پیسہ اخبار" لاہور کا تعزیتی نوٹ۔	یکم ربیع الاول سنہ ۱۳۴۰ھ / ۳ نومبر سنہ ۱۹۲۱ء
۵۹	سندھ کے ادیب شہیر سر شاہ عقیلی تتوی کا تعزیتی مقالہ	سنہ ۱۳۴۱ھ / ستمبر سنہ ۱۹۲۲ء
۶۰	بمبئی ہائی کورٹ کے جسٹس ڈی۔ ایف ملا کا خراج عقیدت۔	سنہ ۱۳۴۹ھ / سنہ ۱۹۳۰ء
۶۱	شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کا خراج عقیدت۔	سنہ ۱۳۵۱ھ / سنہ ۱۹۳۲ء



دو قومی نظریہ



مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی (مرحوم)

اب ہم مسلم علماء کے ایک اور مکتب فکر اہل سنّت کا ذکر کرتے ہیں۔ اِس مکتب فکر کے عظیم ترین عالم دین مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اُن کے نظریات کا مختصر ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کے بالکل قائل نہ تھے۔

۱۴ رجون ۱۸۵۶ء میں بریلی میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک ممتاز فقیہہ اور معاملہ فہم انسان تھے۔ آپ کے فتوؤں اور فیصلوں کا آج بھی احترام کیا جاتا ہے۔ علامہ سر محمد اقبال نے آپ کے بارے میں کہا تھا۔ "مولانا کے فتوے اُن کے فہم و ادراک، علمی مرتبے اور اُن کے تخلیقی فکر کی گہرائی و گیرائی، اُن کی مجتہدانہ بصیرت اور علم دین پر گہری دسترس کے شاہد و عادل ہیں۔ اگر اُن کے مزاج میں شدّت نہ ہوتی تو وہ اپنے دور کے امام ابو حنیفہ ہوتے۔"

علامہ اقبال نے جس انتہا پسندی کا حوالہ دیا ہے وہ مولانا احمد رضا خاں کے اس رویّے کے بارے میں ہے، جو انھوں نے دیوبندی مکتب فکر کے بعض رہنماؤں کے بارے میں اختیار کیا اور جس کی بنیاد پر وہ اُنھیں دائرۂ اسلام سے خارج خیال کرتے تھے۔ جب بعض مواقع پر دیوبندی مکتبۂ فکر کے بعض ممتاز علماء نے اللہ تعالیٰ کے متعلق بعض نازک سوالات اٹھائے، تو اِن بیانات کی نوعیّت انتہائی متنازعہ تھی۔ چنانچہ ان بیانات کو جس اشتعال انگیز انداز میں پیش کیا گیا۔ اِس پورے معاملے کو مابعد الطبیعاتی عُذر خواہی کے طور پر پیش کرنا بہتر ہے۔ ایک فریق کی جانب سے خدا تعالیٰ کی حقانیت، وحدانیت اور علم کے بارے میں بعض نظریات سامنے لائے جا رہے تھے، جبکہ دوسری جانب سے ان خیالات و نظریات کو اسلام کے منافی گردانا گیا۔ لیکن بدقسمتی سے اِن تمام اختلافات کو اُن لوگوں کے سامنے بھی پیش کیا گیا، جو انھیں سمجھ نہیں سکتے تھے۔ تاہم اِس سے مولانا کی علمی حیثیت متاثر نہیں ہوتی۔

آپ کی لکھی ہوئی کتابوں اور کتابچوں کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔ انھوں نے اپنے پیروکاروں پر اتنا گہرا اثر ڈالا کہ برِصغیر میں اُن کا کوئی اور ہم عصر ماہر الٰہیات اپنے پیروکاروں پر مرتب نہیں کر سکا۔ تحریکِ خلافت کے آغاز میں عدم تعاون کے فتویٰ پر دستخط لینے کے لئے علی برادران آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے جواب دیا۔ "مولانا! آپ کی اور میری سیاست میں فرق ہے۔ آپ ہندو مسلم اتحاد کے حامی ہیں اور میں سخت مخالف۔" جب مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ علی برادران رنجیدہ ہو گئے ہیں تو انھوں نے کہا۔ "مولانا! میں (مسلمانوں کی) سیاسی آزادی کا مخالف نہیں، میں تو ہندو مسلم اتحاد کا مخالف ہوں۔"

اِس مخالفت کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اِس اتحاد کے بڑے بڑے حامی افراط و تفریط میں اِس قدر بہہ گئے تھے کہ ایک عالم

اس کی حمایت نہیں کرسکتا تھا۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبدالباری فرنگی محلی کی بعض تحریروں اور افعال پر اعتراض کیا۔ جنھوں نے خود ان الفاظ میں اس کا حسین اعتراف کیا ہے۔

"مجھ سے بہت سے گناہ سرزد ہوئے ہیں۔ کچھ دانستہ اور کچھ نادانستہ۔ مجھے ان پر ندامت ہے۔ زبانی، تحریری اور عملی طور پر مجھ سے ایسے امور سرزد ہوئے جنھیں میں نے گناہ تصور نہیں کیا تھا لیکن مولانا احمد رضا خاں بریلوی انھیں اسلام سے انحراف یا گمراہی یا قابلِ مواخذہ خیال کرتے ہیں۔ ان سب سے میں رجوع کرتا ہوں، جن کے لئے پیش روؤں کا کوئی فیصلہ یا نظیر موجود نہیں۔ ان کے بارے میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے فیصلوں اور فکر پر کامل اعتماد کا اظہار کرتا ہوں۔"

اپنا یہ بیان مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے شائع کرادیا۔ مسلمانوں کو ہندو قیادت کی پیروی سے باز رکھنے کی جدوجہد جاری رہی۔ مولانا سید سلیمان اشرف بہاری مارچ ۱۹۲۱ء میں بریلی میں جمعیت علمائے ہند کے زیرِ اہتمام ایک کانفرنس میں شریک تھے۔ کانفرنس میں انھوں نے ہندوؤں کی جانب سے مولانا ابوالکلام آزاد کے میلان کو ہدفِ تنقید بنایا اور انھوں نے ثابت کیا کہ ہندوؤں کے ساتھ "موالات" بھی ایسے ہی حرام ہے جیسے انگریزوں کے ساتھ۔ اسی طرح مولانا محمد علی جوہر نے بھی اپنی وفات سے تین ماہ قبل مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے سامنے اپنی ہندو نواز سرگرمیوں سے توبہ کی۔ چند ماہ بعد مولانا شوکت علی نے بھی ایسا ہی کیا۔
اس سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ بریلوی مکتبِ فکر سے متعلق علماء مسلمانوں کے لئے کانگریس کی قیادت کے خلاف تھے۔ کیوں کہ انھیں یہ یقین تھا کہ اس سے مسلمان بتدریج اپنے مذہبی تشخص سے محروم ہوجائیں گے اور وہ ہندوؤں کے عقائد اور روایات قبول کرلیں گے۔ جب ہندوؤں نے شدھی تحریک کا آغاز کیا تو ان علمائے اس کے مقابلے میں جماعتِ رضائے مصطفٰے کی بنیاد ڈالی جس کے تحت سینکڑوں بریلوی علمائے ملکانہ راجپوتوں میں قابلِ قدر کام کیا اور کامیاب ہوئے۔
بریلوی مکتبِ فکر کی قیادت (بعد ازاں) مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے ہاتھوں میں آگئی۔ جمعیت علمائے ہند کے علمائے کے برعکس وہ ۳۹-۱۹۳۸ء میں ہی اس بات پر یقین کر چکے تھے کہ انگریز زیادہ عرصے تک برِصغیر پر اپنا اقتدار قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ ان کے لئے یہ سوال شدت اختیار کرتا جا رہا تھا کہ اس کے بعد ملک کا اقتدار کون سنبھالے گا؟ چنانچہ وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلم اکثریت کے صوبوں پر مشتمل مسلمانوں کی ایک الگ ریاست تشکیل دینی چاہیئے۔ اس لئے جونہی قراردادِ پاکستان منظور ہوئی۔ اس مکتب سے تعلق رکھنے والے علماء جنھوں نے اس سے قبل بھی کانگریس کے مقابلے میں مسلم لیگ کی مدد کی تھی، قیامِ پاکستان کے لئے جدوجہد کرنے کا فیصلہ کیا۔ انھوں نے اپنی جماعت کے کام کو وسیع تر کردیا اور ان کی ہر شاخ پاکستان کے قیام کی ضرورت کی تبلیغ میں مصروف ہوگئی۔ مولانا نعیم الدین مرادآبادی نے بذاتِ خود شمالی برِصغیر کا دورہ کیا اور اس کے متعدد چھوٹے اور بڑے شہروں اور قصبات میں تقریریں کیں۔ تنظیم کا نیا دستور تیار کیا گیا اور اسے نیا نام دیا گیا۔
آل انڈیا سنی کانفرنس سے اس کا نام "جمہوریۃ الاسلامیہ" رکھ دیا گیا۔ اس کے ارکان پاکستان پر اس قدر اعتقاد رکھتے تھے کہ مولانا نعیم الدین مرادآبادی نے "جمہوریۃ الاسلامیہ" پنجاب کے آرگنائزر مولانا ابوالحسنات کو ایک خط میں لکھا۔
"جمہوریۃ الاسلامیہ" کو کسی بھی صورتِ حال میں پاکستان کے مطالبے سے دستبردار ہونا قبول نہیں خواہ جناح خود اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں۔ کیبنٹ مشن تجاویز سے ہمارا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔" بنارس میں ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں پانچ ہزار علمائے نے شرکت کی اور حاضرین و مندوبین کے سامنے پاکستان کی ضرورت و اہمیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔ جب یہ علماء اپنے اپنے علاقوں میں واپس گئے تو قیامِ پاکستان کی تحریک کو وسیع پیمانے پر پذیرائی حاصل ہوئی۔

مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے اپنے مکتبِ فکر کے علمائے کے کردار کا اِن الفاظ میں ذکر کیا۔

"ہم نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر آنا علمائے کے لئے مناسب خیال نہیں کیا لیکن ہم نے مسلم لیگ کے مخالفین کا بڑی شدت سے مقابلہ کیا اور اس کا مقصد مسلم لیگ کو ممنون کرنا ہرگز نہیں تھا کیونکہ ہم نے اپنا کردار ہمیشہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ادا کیا ہے۔ ہم نے کسی وقت بھی غیر مسلموں پر اعتقاد نہیں کیا اور اب جبکہ مسلم لیگ نے اسلامی آرڈیننس کے نفاذ کی جانب قدم اُٹھایا ہے تو ہم اسلام کی عظمت اور غلبہ کے لئے مسلم لیگ کے مخالفین کی مخالفت کر رہے ہیں۔

بعض دیگر علمائے نے بھی اس ضمن میں خصوصی کردار ادا کیا۔ اُن میں سے ایک مولانا آزاد سُبحانی تھے۔ جنھوں نے ہمیشہ قیامِ پاکستان کی حمایت کی۔ مولانا ابوالکلام آزاد کلکتہ میں نمازِ عید کے بڑے اجتماع کی امامت کیا کرتے تھے لیکن مقامی مسلمانوں نے اُن کی کانگریس نوازانہ سرگرمیوں سے بے زار ہو کر انھیں امامت سے برطرف کر دیا اور ان کی نظرِ انتخاب مولانا آزاد سُبحانی پر پڑی جن کی تعلیمات اور خدمات جانی پہچانی تھیں۔ وہ اس قدر بے لوث تھے کہ ان کے حالاتِ زندگی کے بارے میں بہت کم مواد دستیاب ہے۔ تاہم وہ لوگ اُن کی خدمات سے بخوبی واقف ہیں۔ جو گزشتہ نصف صدی کی تحاریک کے عینی شاہد ہیں کہ انھوں نے مچھلی بازار کانپور کی مسجد کے انہدام کے خلاف مظاہرے میں قائدانہ کردار ادا کیا تھا۔ وہ خلافت اور عدمِ تعاون کی تحریکوں میں بھی مستعد رہے۔ وہ مسلم لیگ کے لئے اس کے قیام کے وقت سے ہی پُرجوش معاون تھے۔ وہ ایک زبردست عوامی مقرر تھے۔ اُن کے خیالات منطقی اور متوازن ہوتے تھے۔ اُن کی زبان شستہ اور پاکیزہ ہوتی اور سچی بات تو یہ ہے کہ وہ اس برِّ صغیر میں اُردو کے سب سے بڑے عوامی مقرر تھے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے عوامی معاملات میں اپنی نوجوانی کے زمانے میں ہی دلچسپی لینا شروع کر دی تھی۔ وہ تحریکِ خلافت کے ایک جوشیلے کارکن تھے۔ اور انھوں نے اس وقت سے مسلم لیگ کا ساتھ دینا شروع کیا جب اس کا کانگریس سے جھگڑا شروع ہوا۔ وہ قیامِ پاکستان کے ساتھ ہی پاکستان منتقل ہو گئے۔ وہ "جمعیت علمائے پاکستان" کے بانیان میں سے تھے۔

شیخ علی بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ مدرس مسجد الحرام مکہ معظمہ کا امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق

اظہارِ خیال

"جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ احسان فرمایا کہ آفتابِ معرفت کا نور اس آسمان صفا سے جسے استوار کاری لازم ہے، مجھے اعلانیہ نظر آیا، وہ ذات گرامی جس کے افعالِ حمیدہ اس کے آثارِ فضیلت کے آئینہ دار ہیں اور کیوں نہ ہو، وہ تو آج دائرۂ علوم کا مرکز ہے اور ملتِ اسلامیہ کے آسمانِ علوم کے ستاروں کا مطلع ہے۔ مسلمانوں کا یار و مددگار اور راہ یابوں کا نگہبان و محافظ دلائل و براھین کی تیغ براں سے گمراہوں اور بے دینوں کی زبانیں کاٹنے والا، منارۂ نورِ ایمان کا بلند کرنے والا حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ۔

امام احمد رضا خاں قدس سرہ العزیز



ایک عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ چودھویں صدی ہجری کے بلند پایہ فقیہہ، متبحر عالم، سائنس دان، بہترین نعت گو، صاحبِ شریعت و صاحبِ طریقت بزرگ تھے۔ اُن کے علمی مُقام کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ تقریباً ۵۴ علوم و فنون پر مکمل دسترس رکھتے تھے اور ان علوم میں سے ہر فن میں آپ نے کوئی نہ کوئی تصنیف یادگار ضرور چھوڑی ہے۔ اِن تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زائد بیان کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے مشہور کتابوں پر بے شمار حواشی تحریر فرمائے ہیں۔ انکی تصانیف میں قرآنِ حکیم کے ترجمہ کے علاوہ بارہ ہزار صفحات پر مشتمل "فتاویٰ رضویہ" ایک شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔ "فتاویٰ رضویہ" دیکھ کر یہ اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کو علم و ادب اور فقہ و حدیث پر کتنا عبور حاصل تھا۔ حتیٰ کہ علمائے عرب بھی آپ کی علمی قابلیت کے مُعترف تھے۔

امام احمد رضا خان نے بلا کا حافظہ پایا تھا۔ آپ نے صرف ایک ماہ کے عرصہ میں قرآنِ پاک حفظ کر لیا تھا۔ دینی علوم کے علاوہ امام احمد رضا خان صاحب کو سائنسی علوم پر بھی پوری مہارت حاصل تھی۔ ہیئت، هندسہ، ریاضی، جفر و تکسیر، جبر و مقابلہ، مثلث، ارثما طیقی، لوگارتم اور نجوم و حساب جیسے علوم میں آپ یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ مشہور واقعہ ہے کہ ڈاکٹر ضیاءالدین جو مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے وائس چانسلر اور مشہور ماہرِ ریاضیات تھے۔ جب اُن کے سامنے ریاضی کا ایک پیچیدہ سوال آیا تو اس کو مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے بآسانی حل کر دیا۔

مولانا کی شخصیت ایک پہلو دار شخصیت ہے جس کے مختلف پہلوؤں پر مقررین روشنی ڈال چکے ہیں لیکن اُن کا امتیازی وصف جو دوسرے تمام فضائل و کمالات سے بڑھ کر ہے وہ "عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم" ہے۔ ان کی تصانیف و تالیفات میں جو چیز سب سے نمایاں ہے، وہ یہی حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ترجمہ قرآنِ کریم ہو یا تشریحِ احادیث، فقہ کی باریک بینی ہو یا شریعت

طریقت کی بحث ہو یا نعتیہ شاعری۔ ہر جگہ عشقِ رسول کی نمایاں جھلک نظر آتی ہے۔ اُن کی نعتیہ شاعری کو ہی لے لیجئے یہ کوئی رسمی اور روایتی شاعری نہیں ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان کی شاعری ہے۔ جس کے افکار کا محور ذاتِ رسالتمآب ہے۔ آپ کے شعری مجموعہ "حدائقِ بخشش" کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کی ذات عشقِ مصطفےٰ سے عبارت تھی۔ آپ کی نظموں اور غزلوں کا ایک ایک حرف عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نعت گو شعراء میں کوئی شاعر علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہم پلّہ نہیں ہے۔

مولانا کی شخصیت کا دوسرا نمایاں پہلو جس نے آپ کو منفرد مقام عطا کیا۔ وہ اُن کا متبحر فقہی علم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ اِن علوم و فنون پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ جو ایک فقیہہ کے لئے ضروری ہے۔ آپ میں استدلال و استنباط کا وہ ملکہ موجود تھا۔ جو ایک مجتہد کے لئے ضروری ہے۔ اس کی شہادت اُن کے فتوؤں کا مجموعہ ہے۔ یہی وہ مجموعہ ہے، جس کے مطالعے کے بعد جناب علاّمہ اقبال نے کہا تھا کہ "اگر مولانا میں شدّت نہ ہوتی تو وہ اپنے زمانے کے امام ابو حنیفہ ہوتے۔

علاّمہ اقبال کے اس قول سے حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے ایک اور پہلو پر روشنی پڑتی ہے۔ یعنی اُن کی شدّت اور سختی۔ اگر ہم مولانا کی زندگی کا مطالعہ کریں تو دیکھیں گے کہ جس شدّت کا علاّمہ اقبال تذکرہ کر رہے ہیں، وہ مولانا کی ذاتی زندگی میں اُن کے ذاتی معاملات میں نہ تھی بلکہ شدّت کا یہ اظہار وہ دشمنانِ دین کے مقابلے پر کرتے تھے۔ جو قرآنی تعلیمات "اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ" کے عین مطابق ہے اور جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خود علاّمہ اقبال فرماتے ہیں ؎

ہو حلقۂ یاراں میں تو ریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اہم کارنامہ یہ تھا کہ وہ اسلام کی برتری اور مسلمانانِ ہند کی بہتری کے لئے ہمیشہ سینہ سپر رہے اور قلمی جہاد کرتے رہے۔ آپ میں امّتِ مسلمہ کی اصلاح کا جذبہ کُوٹ کُوٹ کر بھرا تھا۔ مسلم لیگ نے بعد میں جو دو قومی نظریہ پیش کیا۔ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بہت پہلے اس کی طرف اشارہ کر چکے تھے۔ اپنی سیاسی بصیرت کے پیشِ نظر وہ ہندو مسلم اتحاد کے سخت مخالف تھے۔ اُن کا کہنا تھا کہ معاملات روزمرّہ کے لین دین اور تعلقات و مراسم کی بات مختلف ہے لیکن دو قوموں کے اتحاد یعنی ہندو مُسلم اتحاد کی بات بالکل علیحدہ اور مختلف ہے۔ اپنی ایک عربی تصنیف میں انھوں نے صراحت سے بتایا کہ ترکِ موالات کے ساتھ ساتھ جو ہندو مُسلم اتحاد کا نعرہ لگایا جا رہا تھا۔ وہ غیر شرعی ہے۔ اگرچہ مولانا قیامِ پاکستان تک زندہ نہ رہے لیکن اپنی تحریروں اور تبلیغ سے قیامِ پاکستان کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہزاروں علماء کی ایک ٹیم ضرور تیار کر گئے۔

مختصر یہ کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ خدا داد صلاحیتوں کے مالک، اپنے عہد کے لاثانی صاحبِ تصنیف و تالیف، سچّے عاشقِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلم، بلند پایہ فقیہہ اور عظیم نعت گو شاعر شخصیتوں میں سے ایک تھے ؎

سالہا در کعبہ و بُت خانہ می نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں



ایک تاریخی ناانصافی

*

پروفیسر سیّد محمد فاروق القادری

شخصیات کے بارے میں ہماری محبت وعقیدت یا نفرت وعداوت عام طور سے حقائق پر نہیں بلکہ بچپن میں ذہن میں ڈالی گئی اور سُنی سُنائی باتوں پر مبنی ہوتی ہے، مسلمان، بالخصوص برِصغیر کے مسلمان من حیث القوم (الا ماشاء اللہ) حقیقت پسندی، علمی وتاریخی منصف مزاجی اور دوست دشمن کی خوبیوں، خرابیوں کو ایک ہی عینک سے دیکھنے کی بُنیادی خوبی عرصے سے کھو چکے ہیں، ہمارے ہاں معیار یہ رہ گیا ہے کہ اگر کسی من پسند شخصیت نے کوئی بات کردی ہے تو اس کو صحیح، دُرست اور مبنی بر صداقت قرار دینے کے لیے ہم کتاب وسنت کے مفہوم ومطلب کو بھی بگاڑ دینے سے نہیں چوکتے۔ اس کے برعکس جسے ہم پسند نہیں کرتے (خیال رہے کہ ہماری پسند ونا پسند کا بھی کوئی ایک معیار نہیں ہے) اس کی خوبی بھی ہمیں عیب نظر آتی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس مرض کا شکار زیادہ تر علماء کا طبقہ ہے جس طبقے کو اس معاملے میں سب سے زیادہ معقولیت کا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا وہ خود اس کا اسیر ہو کر رہ گیا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ جو رات دن دوسروں کو شخصیت پرستی کا الزام دیتے ہیں وہ خود اُس کے سب سے زیادہ گرفتار ہیں۔

راقم السطور نے دینی تعلیم زیادہ تر دیوبندی مکتبِ فکر کے مدارس میں حاصل کی ہے، دورانِ تعلیم رات دن جو کچھ ہمیں بتایا جاتا تھا اُس کا خلاصہ یہ تھا کہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب ایک میلاد خواں قسم کے نیم خواندہ مولوی تھے۔ جنھوں نے دُنیا بھر کی بدعات کو جائز قرار دے دیا۔ اور مشرکانہ عقائد کا دروازہ کھول دیا۔ گویا برِصغیر کے مسلمانوں میں اعتقادی وعملی لحاظ سے جو گمراہی اور خامی پائی جاتی ہے اس کے ذمہ دار فاضل بریلوی ہی ہیں، لُطف یہ کہ طفلِ مکتب سے لے کر ذمہ دار اور نامور علماء کی زبان تک سے ایک ہی بات سُننے میں آتی تھی۔ بچپن میں ذہن ہر چیز کا گہرا اثر لیتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ راقم کو کئی برس تک فاضل بریلوی کی کتابیں پڑھنے یا ان کے بارے میں کچھ جاننے کا خیال نہ آیا بلکہ طبیعت میں ان کے نام سے ایک قسم کی اجنبیت اور بیگانگی رہی۔ یہاں تک کہ مدارس میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد میں اعلیٰ تعلیم کی خاطر پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے کی کلاس میں باقاعدہ طالب علم کی حیثیت سے شامل ہوا۔ مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ ہمارے قدیم مدارس میں صَرف ونحو یا منطق ومعانی کی جو تعلیم دی جاتی ہے۔ یونیورسٹی یا جدید کالجز اس سے محروم ہیں مگر میں اس حقیقت کا برملا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ یونیورسٹی یا کالجز میں ایک ذہین طالب علم کو آزادیٔ فکر، معقولیت، بُلندیٔ خیال اور جدید دُنیا کی فکر وسوچ کے زاویوں سے جو آگاہی نصیب ہوتی ہے۔ ہمارے قدیم مدارس کے طلباء کو اُن کی ہوا بھی نہیں لگتی، یہی وجہ ہے کہ عمر کا خاصا حصّہ صرف کرنے اور سینکڑوں کتابیں ازبر کر لینے کے باوجود عام طور پر ہمارے قدیم مدارس کے طلباء میں حکیمانہ ژرف نگاہی اور مجتہدانہ غور وفکر کا فقدان ہوتا ہے ان کا علم اور فکر وقت کی رفتار سے بہت پیچھے ہے ان میں مطابقت پیدا کرنا ان حالات میں ناممکن ہے۔

گزشتہ تیس سالوں سے ان مدارس کی کارکردگی مایوس کُن

حد تک گر گئی ہے۔ ہمیں صرف مساجد کے لیے ائمہ اور خطباء کی ہی ضرورت نہیں۔ ہمیں تو ایسے جید اور بالغ نظر علماء کی ضرورت ہے جو وقت کے تقاضوں اور مسائل سے گھری ہوئی دُنیا کو اسلام کی حقیقی انقلابی رُوح کی روشنی عطا کریں، یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران راقم کو جدید دُنیا کے علماء اور سکالرز سے ملنے اور وسیع کتب خانے دیکھنے کی سہولتیں میسر آگئیں علماء اور مفکرین کی صحبت میں بیٹھنے اور مطالعے کے شوق و لگن کا جذبہ خاندانی طور پر وراثت میں ملا تھا حسنِ اتفاق سے اس دوران حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ایسی جامع الصفات شخصیت کی رفاقت بھی میسر آگئی۔ حکیم صاحب ایسے لوگ روز روز پیدا نہیں ہوتے۔ قدرت نے ان کے پیکر میں علم وفضل، خلوص و محبت، معارف پروری دوست نوازی، چھوٹوں کی حوصلہ افزائی اور انھیں بڑا بنانے کی جو خوبیاں ودیعت فرمائی ہیں وہ بہت کم ایک شخصیت میں جمع ہوتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سادگی درویش منشی اور شریعت وسُنت کی پابندی نے اُن کی زندگی میں حسن پیدا کر دیا ہے۔ لاہور میں آپ کا مطب مختلف الخیال علماء فضلاء شعراء اور سکالرز کا مرکز ہے۔

آپ نے مجھے مشورہ دیا کہ میں ایم اے میں اپنا مقالہ مکاتب دیوبند بریلی کے اختلافات کے موضوع پر لکھوں۔ چنانچہ میں نے اسی عنوان پر اپنا تحقیقی مقالہ لکھا جو ایم اے کے ایک پرچے کے طور پر پیش ہوا اور اسلامک بورڈ آف سٹڈیز نے اُسے پسند کیا۔ اس تحقیقاتی مقالے کے دوران مجھے فاضل بریلوی اور ان کے مخالفین کو تفصیل سے پڑھنے کا موقع ملا۔ برصغیر کی اس مظلوم اور کشتہ تاریخ عبقری شخصیت کو خود میں نے خود ان کی سینکڑوں تصانیف کی روشنی میں پڑھنا شروع کیا مجھے یہ موضوع انتہائی دلچسپ معلوم ہوا جہاں فاضل بریلوی کے خلاف شرک وبدعت کے الزامات بے سروپا افسانے معلوم ہوئے۔ وہاں یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آگئی کہ فاضل بریلوی اپنے علمی قد و قامت میں اپنے تمام معاصرین اور مخالفین سے کہیں بلند و بالا ہیں، وہ علم کا ایک ایسا سمندر ہیں جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ مسائل کی جو تحقیق و تدقیق اور باریک بینی و لطافت ہمیں ان کے ہاں ملتی ہے وہ دُور دُور تک نظر نہیں آتی، مختلف اور متنوع علوم وفنون میں حیرت انگیز ماہرانہ صلاحیت جس طرح اُن کی ذات میں جمع ہوگئی تھی وہ محض فضل ایزدی ہے، تفسیر وحدیث، فقہ، منطق، معانی اور کلام وغیرہ میں مہارت ہمارے قدیم علماء کا طرۂ امتیاز رہی ہے مگر جفر، نجوم، ریاضی، ہیئت، تاریخ، شعر وشاعری ایسے علوم سے انھیں زیادہ دلچسپی نہیں رہی لیکن فاضل بریلوی ہر علم میں تجدیدی مقام و مرتبہ رکھتے ہیں۔ اس کے باوصف انھیں جس طرح متعارف کرایا جارہا ہے وہ اُن کی شخصیت کے ساتھ تاریخی ناانصافی کے مترادف ہے۔ قارئین کو حیرت ہوگی کہ ان کے اس تعارف میں بیگانوں کے ساتھ ساتھ اپنے بھی برابر کے شریک ہیں۔ وہ نئی نسل کو ان کی شخصیت، علم وفضل اور خدمات کا کماحقہ، تعارف کرانے میں ناکام رہے ہیں دوسری طرف علم وفضل میں بھی وہ پورے طور پر ان کی جانشینی کا حق ادا نہیں کر سکے۔

یہ درست ہے کہ فاضل بریلوی آج بھی برصغیر میں غالب مسلم اکثریت کے پیشوا ہیں مگر اس میں ان کے عقیدت مندوں سے زیادہ خود ان کی ذات کی کشش اور خدمات کا دخل ہے۔ مخالفین نے ان کے خلاف بدنامی کی مہم اس لیے چلائی کہ وہ اصل مسئلے سے عوام کی توجہ ہٹانا چاہتے تھے، فاضل بریلوی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے متعلق جن عبارات پر گرفت کی تھی وہ اس قدر صحیح جائز اور درست تھی کہ اس کا جواب آج تک نہ ہو سکا اور نہ ہو سکتا ہے، فاضل بریلوی کو نظر انداز کر کے برصغیر میں مسلم اتحاد کا خواب کبھی پورا نہیں ہو سکتا۔ ضرورت ہے کہ ان کے موقف پر ٹھنڈے دل ودماغ سے غور کیا جائے۔ ہم نے اس کتاب میں اُن کا وکیل صفائی بننے کی بجائے صرف حقیقت حال کی طرف مُلک کے پڑھے لکھے طبقے کو توجہ دلانے کی کوشش کی ہے۔ فاضل بریلوی نہ کسی بدعت کے مجوز و موید ہیں اور نہ کسی غیر شرعی عمل امر کے قائل۔ ہم نے ان کی سینکڑوں کتابوں سے ایسے تمام اُمور کی نشاندہی کی ہے جن کے بارے میں بدعت کا شائبہ ہو سکتا ہے اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ہم مسلک اہل سنت سے گریز یا فرار کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں ہمارا مقصد یہ ہے کہ فاضل بریلوی کا مسلک کتاب وسنت پر مبنی اور دلائل شرعیہ کی روشنی میں بالکل بے غبار ہے۔ وہ ایک سچے عاشقِ رسول، متبع سنت، بالغ نظر عالم دین اور نامور فقیہ تھے۔



حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

از: ڈاکٹر بار برا مٹکاف (امریکہ)

احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے۔ وہ ابتدا ہی سے غیر معمولی ذہانت اور قوتِ حافظہ کی وجہ سے نہایت ممتاز تھے۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے علی گڑھ میں ضیاء الدین احمد کے ریاضی کے ایک سوال کو حل کر دیا۔ ضیاء الدین احمد اُس کے لئے جرمنی جانے والے تھے۔ احمد رضا کی قوتِ حافظہ کا یہ عالم تھا کہ اُن کو قانون کی تمام کتابیں حفظ تھیں۔ اُن کا پہلا اُستاد آپ کی ذہانت سے اتنا متاثر ہوا کہ ایک دن اُن سے پوچھا کہ تم آدمی ہو یا جن؟ تقریباً چودہ برس کی عمر میں اُن کے والد نے فتویٰ لکھنے کی ذمہ داری اُن کو تفویض کی۔

تیس برس کی عمر میں انھوں نے اپنے والد کے ساتھ حج کیا۔ اس موقع پر کعبۃ اللہ کے امام شافعی نے ان کا ہاتھ پکڑا۔ دیر تک اُن کو دیکھتے رہے اور پھر کہا کہ وہ احمد رضا کے چہرے پر اللہ کا نور دیکھ رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے سلسلۂ قادریہ میں بیعت کی اجازت دی۔ جوانی کے اس زمانے میں اُن کو نواب رام پور نے یاد کیا اور جب وہ دربار میں حاضر ہوئے اور نواب نے بیٹھنے کے لئے چاندی کی کرسی پیش کی تو آپ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔

احمد رضا، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر تقریباً سولہ کتابیں لکھیں اور آپ کی تعریف میں بہت سی اردو نعتیں لکھیں۔ انھوں نے حدیث پر بھی کتابیں لکھیں اور اہلِ بیت پر بھی کتابیں لکھیں۔ احمد رضا اپنی تصانیف اور اپنے مواعظ سے نورِ محمدی پر زور دیتے تھے۔ جس کے متعلق اُن کا دعویٰ ہے کہ اُن کے مخالفین انکار کرتے ہیں۔ احمد رضا یہ بھی یقین رکھتے تھے کہ پیغمبرِ اسلام کو علمِ غیب حاصل تھا۔ احمد رضا نے مختلف طریقوں سے اپنی

محبّت کا اظہار کیا ہے۔ وہ مولود کی تقریب کو بڑی اہمیّت دیتے تھے۔ یہ وہی تقریب ہے، جس کی احمد رضا کے مخالفین مخالفت کرتے ہیں۔ احمد رضا مولود کی محفلوں میں تقریر بھی کیا کرتے تھے۔ آپ کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبّت تھی کہ ایک دن انھوں نے کہا کہ اگر کوئی میرے دل کے دو ٹکڑے کر دے تو وہ یہ دیکھے گا کہ ایک پر "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" لکھا ہوا ہے، اور دوسرے پر "مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللہِ"۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے احمد رضا کو اتنی محبّت تھی کہ وہ تمام سیدوں اور اُن کی اولادوں کی بے انتہا عزّت کرتے تھے۔ اُن کا معمول تھا کہ وہ عید کے دن سب سے پہلے کسی ایک سید کا ہاتھ چوم کر مبارک باد پیش کرتے تھے۔ احمد رضا اور اُن کے خاندان والے مولود کی محفلوں میں سیدوں کو دوہرا حصّہ دیا کرتے تھے۔

احمد رضا صوفیائے کرام کی اہمیّت پر بھی زور دیا کرتے تھے۔ مسئلہ "سماعِ موتی" کے متعلق آپ کا خیال یہ تھا کہ نہ صرف یہ کہ اولیاء اللہ قبروں میں سُنتے ہیں بلکہ مرنے کے بعد اُن کے تصرّفات اور کرامات بھی جاری رہتے ہیں۔ احمد رضا نے اپنی کتاب "حیاتُ الاموات" میں وضاحت کی ہے کہ اولیأ اللہ، اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھ سکتے ہیں۔ وہ نہ صرف اپنی قبروں کے قریب بلکہ ہر جگہ اللہ کی قدرت سے مدد کر سکتے ہیں۔

احمد رضا نہایت ہی عقیدت سے اولیأ اللہ کا عرس کرتے تھے۔ شاہ عبدالقادر بدایونی برکاتیہ سلسلے کے بزرگ اور عبدالقادر جیلانی کا عُرس بڑے اہتمام سے منایا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ علماء کا یہ فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کو شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کریں۔ مختلف نکات اور مسائل پر احمد رضا کا مؤقف اُن کی فضیلت علمی پر منحصر ہے۔ ان کے متبّعین اُن کو فقہ کا ایک ممتاز فاضل قرار دیتے ہیں اور اُن کے فتاویٰ کے حوالے پیش کرتے ہیں۔ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار سوالات کے جوابات خود بھی دیئے اور اپنے صاحبزادوں اور معاونین سے بھی لکھوائے۔ یہ سوالات اور استفتے ڈاک سے بھی آتے تھے اور سامنے بھی پیش کئے جاتے تھے۔ آپ کے فتاویٰ بارہ جلدوں پر مشتمل ہیں۔ ہر جلد تقریباً ایک ہزار صفحات کی ہو گی۔ استفتے کے ایک ایک نکتے کا جواب سو سو صفحات پر پھیلا ہوا ہے جس میں سے بے شمار حوالے اور اقتباسات ہیں۔

احمد رضا کا اسلوبِ تحریر امتیازی نشان رکھتا ہے۔ وہ خلوت کو پسند کرتے تھے اور جب وہ باہر آتے تھے، تو لوگ آپ کو ہاتھ لگانے کے لئے لپکتے تھے۔ کوئی اُن کا ہاتھ چومتا تھا اور کوئی پیر۔ احمد رضا نے ایک سرپرست کی حیثیّت سے اپنا کردار ادا کیا۔

احمد رضا عید کے موقع پر اپنے طلباء کو تحفے دیا کرتے تھے۔ نجی تقاریب میں اُن کی دعوتیں کرتے تھے۔ آپ کے اردگرد ہندوستان کے بہت سے طلباء جمع تھے اور وہ دعوت میں ہر ایک کے ذوق کا خیال کرتے تھے، مثلاً بنگالیوں کے لئے مچھلی، بہاریوں کے لئے بریانی، زردہ، فرنی اور کباب، پنجابی اور افغانیوں کے لئے تندور کی روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت۔ آپ گھریلو تقاریب میں اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو ہر طرح کے ساز و سامان سے نوازتے تھے۔ یہ تمام اخراجات وہ اپنی خاندانی آمدنی اور نذرانوں اور ہدیوں سے پوری کرتے تھے۔ وہ غریبوں پر بہت مہربان تھے۔ حجام کو اپنے پاس بٹھایا کرتے تھے۔ مسکین لوگوں کی دعوت قبول کرتے تھے اور ایسے موقعوں پر اگرچہ وہ گائے کا گوشت نہیں کھاتے تھے لیکن مسکینوں کی دلداری کے لئے کھا لیا کرتے تھے۔ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوؤں کی عسکری تنظیم آریہ سماج کے خلاف سُنّی اسلام کی خدمت کی۔ مثلاً ایک موقع پر ایک آریہ سماج آپ کے جوابات سے اِتنا متاثر ہوا کہ وہ اُسی وقت مسلمان ہو گیا۔ آریہ سماج والوں نے اسلام پر جو اعتراضات کئے تھے، احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کے جوابات دیئے تھے۔

احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی نگارشات کا انداز مدلّل تھا۔ جس میں بے شمار حوالوں کے ڈھیر ہوتے تھے۔ جس سے اُن کی علمی اور عقلی فضیلت کا اندازہ ہوتا ہے۔



پروفیسر محمد ابرار حسین

اعلیٰحضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

ایک ماہر

علمِ ریاضی کی حیثیت سے!



اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ریاضی میں مہارت کے گہرے نقوش "فتاویٰ رضویہ" سے لے کر "فوزِ مبین" تک نظر آتے ہیں۔ آپؒ نے مساوات کے حل پر بھی فکر انگیز کام کیا ہے۔ زیرِ نظر چند اوراق متفرق ہیں جو اعلیٰحضرت کی اپنی تحریروں میں ہیں۔ انھیں دو سلسلوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ جن کے عنوانات اِس طرح دیئے گئے ہیں۔

۱: مساوات درجہ سوم۔

۲: فِعل درمرجع مساوات رُباعیہ و ثلاثیہ مجذوریہ بہ ثلاثیہ لائیہ بحذف رقم دوم۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی یا دو مختلف رسالوں کے جُز ہیں۔ پہلی صُورت زیادہ اغلب معلوم ہوتی ہے رسالہ کا نام نہیں ملتا۔ اعلیٰحضرت کی تقریبًا تمام تصانیف کے عنوان تاریخی ہیں۔

مساوات کے حل کے دو پہلو ہیں۔ الجبری حل اور عددی حل۔ الخوارزمی نے دو درجی مساوات اور عمر خیام نے مساوات درجہ سوم کے حل پیش کیے جو علمِ ہندسہ پر مبنی تھے۔ صدیوں تک یورپ میں اِن ہی کو پڑھایا جاتا رہا۔ ایک خاص درجہ سے اوپر مساوات کا الجبری حل ممکن نہیں اِس لئے مساوات کے حل کا یہ پہلو ریاضی داں کی توجّہ کا مرکز نہیں رہا۔ دوسرا اہم پہلو عددی حل ہے۔ اس کی جستجو بھی زمانۂ قدیم سے چلی آرہی ہے۔ ریاضی کے وسیع اِطلاق اور کمپیوٹر کی سہولت نے اِس پہلو کو زمانۂ حال میں زیادہ اُجاگر کیا ہے۔

اعلیٰحضرت کے زمانہ میں تحلیلِ عددی کی اہمیت بہت کم تھی اور انگریزی میں اِس موضوع پر جو مشہور تصانیف ہوئیں۔ آپ

کی وفات کے بعد طبع ہوئیں۔ آپ کو اس شعبہ پر عبور حاصل تھا جیسا کہ راقم الحروف نے اپنے مضمون " اِستخراج لوغارثمات" میں تحریر کیا ہے۔ آج کل تحلیلِ عددی ریاضی کا بہت اہم شعبہ ہے اور مساوات کا عددی حل اس کا اہم جزء۔

اعلیٰحضرت نے مساوات درجہ سوم کے عددی حل کی طرف ہی توجّہ فرمائی ہے۔ آپ کی یہ دونوں تحریریں فارسی میں ہیں۔ یہاں پر ہم "مساوات درجہ سوم"، کا ہی ایک سرسری جائزہ پیش کریں گے۔ سب سے پہلے آپ نے مساوات درجہ سوم کی درجہ بندی کی ہے۔

"اقوالِ مساوات درجہ سوم ہفت صُورت دارد سہ ثنائی و سہ ثلاثی ایک رُباعی"۔ ان تینوں کی مزید تقسیم کی گئی ہے جس کی تفصیل آپ نے دُوسرے صفحہ پر دی ہے۔ کُل چھبیس ۲۶ اقسام ہیں۔ دو درجی مساوات کی درجہ بندی الخوارزمی نے اور سہ درجی مساوات کی درجہ بندی عمر خیام نے کی لیکن اُن کی درجہ بندی میں صرف وہ مساوات شامل تھیں جن کے حل مثبت حقیقی عدد ہوں۔ اعلیٰحضرت کی درجہ بندی تمام حالتوں پر محیط ہے اور جامع ہے۔ قدیم درجہ بندی کی نوعیّت مختلف تھی۔ کیونکہ ایک تو اس زمانے میں الجبرا بیانی تھا۔ علامتی نہیں اور دُوسرے مساوات کی ہر جانب کو علیحدہ علیحدہ زیرِ غور لایا جاتا تھا۔ عُمر خیام کا الجبرا فراموش کیا جاسکتا تھا اور اس کی دریافت اور اس کی اشاعت مع فرانسیسی ترجمہ پُرانے واقعات نہیں۔ اعلیٰحضرت کو نہ تو الخوارزمی کی تصنیف اور نہ ہی عمرخیام کی تصنیف کا علم ہوگا۔ آپ نے اپنی درجہ بندی میں ہر قسم کے لئے حل کی نوعیّت بتائی ہے کہ وہ مثبت ہے یا منفی، مثلاً مساوات لا^{3} ± طلا^{2} ± ص = کی + اور - کی ترتیب سے چار صُورتیں ہیں۔ " قوتِ ثانیہ و عدد ہر دو مثبت بود دریں صُورت لازم است کہ عددے مثبت باشد" دوم آنکہ اگر قوّت ثانیہ و عدد ہر دو مثبت بود و دریں صُورتِ لازم ست کہ لاچیزے منفی باشد"۔ سوم آنکہ قوّتِ ثانیہ مثبت و عدد منفی باشد چہارم بالعکس و دریں دو وجہ لا مثبت و منفی ہر یک تواں شد"۔ اِن بیانات کے دلائل بھی دیئے ہیں اور مثالوں سے بھی واضح کیا گیا ہے۔

مساوات لا^{3} - طلا + ص = ٥ کا بڑی تفصیل سے جائزہ لیا ہے اور اس کے حل کے انوکھے طریقے پیش کئے ہیں ایک طریقے میں یہ بتایا گیا ہے کہ مساوات کو دو مساوات میں اِس طرح ظاہر کرسکتے ہیں ! ط = (۱+ع) لا^{2} اور علا^{3} = ص اگر "ع" کی مناسب قیمت معلوم کرلی جائے تو لا کی قیمت بذریعہ تقرب نکالی جاسکتی ہے۔

آپ نے اِس مساوات سے متعلق تفاضل کی خوبیوں پر بھی روشنی ڈالی ہے اور ان کے ذریعے حل کی جانب توجّہ دلائی ہے آپ نے لا^{3} - ط لا کے تفاضل نہیں پیش کئے بلکہ

$$\frac{\text{لا}^{3} - \text{ط لا}}{\text{لا}} \quad \text{یعنی} \quad \text{لا}^{2} - \text{ط}$$

کے تفاضل پیش کئے ہیں جو لا کی اس قیمت تک نکالے گئے ہیں۔ جہاں تک تفاضل کی علامت تبدیل نہ ہو۔

یہ کام چار صفحات پر محیط ہے۔ اس میں کچھ حواشی پڑھے جاتے ہیں اور کچھ نہیں۔ کچھ نتائج الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں اور عددی مثالوں سے ان کی وضاحت کی گئی ہے۔

اِس کام کو ایک خاکہ قرار دیا جاسکتا ہے جو محققین کو دعوتِ فکر دے رہا ہے تحلیل عددی ریاضی کی اُبھرتی ہوئی شاخ ہے اور اعلیٰحضرت کا یہ کام اس سے متعلق ہے۔

اعلیٰحضرت کی ریاضی میں کاوشوں سے ہم بہت کچھ حاصل کرسکتے ہیں۔ نہ صرف تحقیق کی نئی راہیں نظر آئیں گی۔ ریاضی اور سائنس کی عُمدہ اور آسان فہم اصطلاحات اور علامات کا بھی انکشاف ہوتا ہے۔ ان سب سے اعلیٰ اور ارفع اِس شخص کی عظمت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ جو کسی کالج یا یونیورسٹی میں زیرِ تعلیم نہیں رہا اور ریاضی اور سائنس میں کمال کے درجے کو پہنچ گیا۔



امام احمد رضا کے نثر پارے

انور علی ایڈووکیٹ



مولانا احمد رضا خاں پچاس علوم وفنون پر تو عبور رکھتے ہی تھے مگر ادب وشاعری میں بھی ان کا مقام بہت بلند ہے، وہ اردو، ہندی، فارسی اور عربی نظم ونثر پر یکساں عبور رکھتے تھے۔ ان کی ادبیت کا کمال یہ ہے کہ فقہ جیسے سنجیدہ، سیاست جیسے بے رنگ اور سائنس جیسے پیچیدہ موضوع پر بھی جب وہ قلم اُٹھاتے ہیں تو اُن کا قلم اپنی بہاریں دکھاتا ہے۔ یہاں چند موضوعات پر آپ کی کتابوں سے کچھ نمونے پیش کیے جاتے ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں حرکتِ زمین کے رد میں اپنی معرکۃ الآراء کتاب "فوزِ مبین در ردِّ حرکتِ زمین" (۱۳۳۸ھ) میں آئزک نیوٹن پر تنقید کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں۔

"ہر جسم میں دوسرے کو اپنی طرف کھینچنے کی ایک قوت طبعی ہے جسے جاذبہ یا جاذبیت کہتے ہیں، اس کا پتا نیوٹن کو ۱۶۶۵ء میں اس وقت چلا جب وہ وبا سے بھاگ کر کسی گاؤں گیا، باغ میں تھا کہ درخت سے سیب ٹوٹا، اسے دیکھ کر اسے سلسلۂ خیالات چھوٹا جس سے قواعدِ کشش کا بھبوکا پھوٹا"۔

فوزِ مبین، ص ۳



ایک کتاب "ختم النبوت" کے موضوع پر لکھی ہے (۱۳۱۷ھ) اس میں مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا اس طرح نقشہ کھینچا ہے۔

"اللہ اللہ ایک وہ دن تھا کہ مدینہ طیبہ میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی دھوم ہے، زمین و آسمان میں خیر مقدم کی صدائیں گونج رہی ہیں، خوشی وشادمانی ہے کہ در و دیوار سے ٹپکی پڑتی ہے، مدینے کے ایک ایک بچے کا دمکتا چہرہ آنار دانہ ہو رہا ہے، باچھیں کھلی جاتی ہیں دل ہیں کہ سینوں میں نہیں سماتے، سینوں پر جامہ تنگ، جاموں میں قبائے گل کا رنگ، نور ہے کہ جھما جھم برس رہا ہے، فرش سے عرش تک نور کا بقعہ بنا ہے، پردہ نشیں کنواریاں شوقِ دیدارِ محبوبِ کردگار میں گاتی ہوئی باہر آتی ہیں کہ ؎

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعاء للہ داع

(ص ۷۰)



حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف کے بعد اب اسی مدینہ طیبہ میں آپ کے دُنیا سے تشریف لے جانے کا منظر کھینچتے ہیں۔

"ایک دن آج ہے کہ اس محبوب کی رخصت ہے، مجلس آخری وصیت ہے، مجمع تو آج بھی وہی ہے، بچوں سے بوڑھوں تک، مردوں سے پردہ نشینوں تک، سب کا ہجوم ہے، ندائے بلال سنتے ہی چھوٹے بڑے سینوں سے دل کی طرح تپتے آتا ہے

نکلے ہیں، شہر بھر نے مکانوں کے دروازے کھلے چھوڑ دیے ہیں۔ دل کھلائے، چہرے مرجھائے، دن کی روشنی دھیمی پڑ گئی کہ آفتاب جہاں تاب کی وداع نزدیک ہے آسمان پژمردہ، زمین افسردہ، جدھر دیکھو سناٹے کا عالم، اتنا اژدھام، ہو کا مقام، آخری نگاہیں اس محبوب کے روئے حق نما تک کسی حسرت و یاس کے ساتھ جاتی اور ضعفِ نومیدی سے ہلکان ہو کر بے خودانہ قدموں پر گر جاتی ہیں۔ فرطِ ادب سے لب بند، مگر دل کے دھوئیں سے یہ صدا بلند،"

(ص - ۷۱)



حسام الحرمین (۱۳۲۴ھ) مولانا بریلوی کی مشہور و معروف کتاب ہے۔ اس میں ایک جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و رافت کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں ؎

"اے وہ، وہ ہیں کہ تم چادر تان کر، شام سے خراٹے لیتے صبح کی خبر لاتے ہو، تمھارے درد ہو، کرب ہو، بے چینی ہو، کروٹیں بدل رہے ہو —— ماں، باپ، بھائی، بیٹا، بی بی، اقربا، دوست آشنا، دو چار راتیں کچھ جاگے ہوئے، آخر تھک کر جا پڑے اور جو نہ اٹھے وہ بیٹھے بیٹھے اونگھ رہے ہیں، نیند کے جھونکے آرہے ہیں —— اور وہ پیارا، بے گناہ، بے خطا ہے کہ تمھارے لیے راتوں جاگا کیا، تم سوتے اور وہ زار زار رو رہا ہے، روتے روتے صبح کر دی ہے کہ

رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ

اے میرے رب! میری امت، میری امت!

(ص ۷۴-۷۵)

ایک عیسائی نے قرآن پر اعتراض کیا جب یہ بات آپ کے علم میں لائی گئی تو آپ نے "الصمصام علی مشکک فی ایۃ علوم الارحام" (۱۳۱۵ھ) کے عنوان سے ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ اس رسالے میں ایک جگہ حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے بارے میں عیسائیوں کے عقائد پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

خدارا انصاف —— وہ عقل کے دشمن، دین کے

ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان

(ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی، لندن)

پشاور (پاکستان)

" اعلیٰ حضرت کی شخصیت کا ہر پہلو اس قدر وجیہ و وقیع ہے، ہر جہت میں اس قدر جامعیت و نافعیت ہے کہ اہلِ فکر و نظر کے لیے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہو جاتا ہے کہ ان جہات میں سے وہ کون سی جہت ہے جو سب سے زیادہ دل کش ہے؟ .... حقیقت یہ ہے کہ وہ ایسا کل ہے جس کا ہر جزو اس درجہ وسیع و بسیط ہے کہ دیکھنے والے کی نظر و فکر اس ایک ہی جزو کی وسعتوں اور پہنائیوں میں گم ہو کر رہ جاتی ہے۔"

(ڈاکٹر الٰہی بخش: عرفان رضا (قلمی) مصنفہ ۱۹۷۹ء، ص ۷)

رہزن، جہنم کے کودن، ایک اور تین میں فرق نہ جانیں۔
ایک خدا کو تین مانیں ——— پھر تینوں کو ایک ہی جانیں
——— بے مثل، بے کفو کے لیے جورو بتائیں، بیٹا
ٹھہرائیں ——— اس کی پاک بندی، ستھری، کنواری، پاکیزہ
بتول مریم پر ایک بڑھئی کی جورو ہونے کی تہمت ٹھہرائیں
اللہ اللہ ——— یہ قوم! یہ قوم! ——— سراسر لوم ———
یہ لوگ! یہ لوگ! جنھیں عقل سے لاگ ——— جنھیں
جنوں کا روگ ——— یہ اس قابل ہوئے کہ خدا پر اعتراض
کریں اور مسلمان ان کی لغویات پر کان دھریں۔

(ص ۱۹ - ۲۱)

ایک رسالے منیر العین (۱۳۰۱ھ) میں تقویت الایمان
پر تنقید کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"وہابیت کا بھاگ، نجدیت کی ھولی، شرک کا
رنگ، تقویۃ الایمان کی پچکاری ہے ——— زور گھنگھور
شرآلوں کا شور، سارا جہاں شرابور، پر نوکی قید نہ اماوس پہ چھوڑ،
یہ انوکھا پھاگن بارہ ماس جاری ہے۔

اشراک بمذہبے کہ تا حق برسد
مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

(ص ۱۲۶)

مسٹر گاندھی کی تحریک ترک موالات سے مولانا بریلوی
کو اختلاف تھا۔ وہ اس تحریک کو مسلمانوں کے لیے خطرناک
سمجھتے تھے مگر مسٹر گاندھی نے مسلمانوں پر ایسا جادو کر دیا تھا کہ
علماء و عوام سب ہی اس تحریک میں شامل ہو گئے اور ہندوؤں
کے ایسے گرویدہ ہو گئے کہ باوجودیکہ انھوں نے مسلمانوں کا
قتلِ عام کیا۔ ان کو مرتد بنایا۔ ان کو گھروں سے نکالا مگر قوم پرست
علماء و عوام نے ہندوؤں کی مخالفت میں ایک لفظ بھی نہ نکالا
بلکہ حمایت میں جلسے کیے اور قرار دادیں پاس کیں۔ قوم پرست
مسلمانوں کے اس اندازِ فکر پر تنقید کرتے ہوئے ایک جگہ
لکھتے ہیں۔

ان پر ثبوت اشد جرائم کے انبار ہوئے تمہاری چھاتی
دھڑکی، ——— تمہاری مامتا پھڑکی ——— گھبرائے، تلملائے،
سٹپٹائے جیسے اکلوتے کی پھانسی سن کر ماں کو درد آئے ———
فوراً گرما گرم دھواں دھار ریزولیشن پاس کیا ہے ———
کہ ہے ہے یہ ہمارے پیارے ہیں ——— یہ ہماری آنکھ
کے تارے ہیں ——— انھوں نے مسلمانوں کو ذبح کیا، جلایا،
پھونکا، ——— مسجدیں ڈھائیں، قرآن پھاڑے ———
یہ ہماری ان کی خانگی شکر رنجی تھی ——— ہمیں اس کی مطلق پرواہ
نہیں ——— یہ ہمارے سگے ہیں، کوئی سوتیا وہ نہیں ———
ماں بیٹی کی لڑائی، دودھ کی ملائی ——— برتن ایک دوسرے
سے کھڑک ہی جاتا ہے ——— ان کے درد سے ہمیں غش
پہ غش آتا ہے ——— ان کا بال بیکا ہوا اور ہمارا کلیجہ پھٹا
——— اللہ ان کو معافی دی جائے ——— فوراً ان
سے درگزر کی جائے۔ (ص ۱۳۷)

مولانا احمد رضا خاں کی سینکڑوں تصانیف ہیں اگر ان
کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو بے شمار نثر پارے مل سکتے ہیں اور
ایک ضخیم کتاب مدون ہو سکتی ہے۔ اس مختصر مقالے میں مولانا
بریلوی کی چھ کتابوں کی ورق گردانی کر کے چند نثر پارے جمع کیے
گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس تکلف کی ضرورت نہ تھی۔
ایک ہی کتاب میں بہت سے نثر پارے مل جاتے مگر مختلف
کتابوں سے استفادہ اس لیے کیا گیا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ہر
موضوع پر ادیبانہ اسلوب نگارش اختیار کرنے پر قادر ہیں۔ آج کل
ہم اس بحث میں الجھے ہوئے ہیں کہ اردو اس قابل بھی ہے کہ
سائنسی اور قانونی موضوعات پر اس میں لکھا جائے مگر مولانا بریلوی
کی سائنسی و علمی تصانیف دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اردو کا دامن
کتنا وسیع ہے، وہ ہر موضوع پر عربی، فارسی اور اردو میں بے تکان
لکھتے چلے جاتے ہیں۔ فقہیات۔ سیاسیات۔ ادبیات۔
عقلیات، تنقیدات، تعاقبات وغیرہ وغیرہ علم و دانش کی ہر
شاخ پر ان کا عندلیب فکر چہچہاتا نظر آتا ہے۔ وہ جدھر رخ کرتے
ہیں الفاظ معانی سمیت دوڑے چلے آتے ہیں یوں محسوس ہوتا
ہے کہ اقلیم ادب کے فرمانروا ہیں۔ خود کہا اور خوب کہا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں



امام احمد رضا خان کے فیوض و برکات

(ڈاکٹر عبدالغنی)

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دل میں دو تاثرات موجود ہیں۔ ایک آپ کا علم و فضل اور دوسرے محبتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔ عربی زبان پر عبور، تفسیر و حدیث اور فقہ میں کامل دسترس حتیٰ کہ علوم ریاضی کے بھی ماہر۔ اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ ان علمی فضائل کے بوجھ کے نیچے اُن کا وجدان دبا نہیں بلکہ پوری آب و تاب اور جولانی کے ساتھ کام کرتا رہا اور یہ اُس بے پناہ محبت کی بناء پر تھا جو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اُنھیں تھی۔ مقامِ مصطفےٰ کا اُنھیں ایسا عرفان عطا ہوا تھا کہ یہ اُن کی شخصیت پر پوری طرح غالب آگیا۔ جس بے ساختہ پن سے اور جذبات کی جس روانی کے ساتھ وہ نعت کہتے ہیں اس کی مثال بمشکل ملے گی۔ ذرا نظر دوڑائیں اُن کے رُوح پرور اور ذہن افروز دُرود و سلام کو کس قدر پزیرائی حاصل ہوئی ہے۔ بہت کم مساجد ایسی ہوں گی جہاں یہ نہ پڑھا جاتا ہو۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے کس شیفتگی اور کس ذوق و شوق کے ساتھ اِسے پڑھتے ہیں بچپنے ہی میں حضور رحمۃ اللعالمین فداہ روحی کی محبت کا گراں بہا تحفہ اُن کے باطن کو اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے عطا ہو گیا ہے آگے بڑھ کر اسے جو برگ و بار کی نعمتِ غیر مترقبہ ملے گی اُس کا اندازہ ذرا خود لگائیے۔

حضور خاتم النبیین علیہ التحیۃ والسلام سے اس روز افزوں محبّت اور عقیدت کا ایک پہلو اور بھی ہے اور وہ بھی بڑا مہتم بالشان ہے۔ ایک عاقبت نا اندیش نے اُمت کے مسلّمہ عقیدۂ ختم نبوّت پہ حملہ کیا تو اللہ تعالےٰ نے احمد رضا خاں بریلوی طاب ثراہ، کو پیدا کر دیا جن کا عشقِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ رفتہ رفتہ ہر ایک کے دل پر استیلا حاصل کر رہا ہے جو انشاء اللہ ہر قسم کی ظلّی اور بروزی نبوّت اور مسیح موعود کے متعلق مرزائے آنجہانی کے تمام مضحکہ خیز استدلال کا توڑ ثابت ہوگا اور اس کا اجرِ عظیم حضرت بریلوی کے نامۂ اعمال میں شامل ہوگا۔

غور فرمائیں ایک پاکیزہ فطرت بزرگ نے کیسے مبارک اثرات چھوڑے ہیں اور آئندہ کے لیے اس کے عظیم امکانات ہیں۔ وبیداللہ التوفیق۔




تاج کمپنی لمیٹڈ کے مطبوعہ قرآن کریم
بفضلہٖ ہر قسم کی غلطیوں سے مبرّا
بخاری شریف
اور دیگر
اسلامی
مطبوعات
دنیا بھر میں
بے مثل
اور
بینظیر
ہیں
ان پر تلاوت
کر کے آنکھوں میں نور اور دل میں سرور
پیدا ہوتا ہے
عمدہ کاغذ۔ دیدہ زیب طباعت مضبوط جلد بندی
مکمل فہرست پوسٹ بکس ۵۳۰ کراچی سے مفت طلب فرمائیے

رودادِ امام احمد رضا کانفرنس

منعقدہ شیریٹن ہوٹل کراچی ۱۹۸۶ء

کراچی کے فائیو اسٹار ہوٹل شیریٹن میں، ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو ساڑھے چار بجے سہ پہر امام اہلِ سنت کی یاد میں "امام احمد رضا کانفرنس" کا انعقاد ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے تحت عمل میں آیا۔ کانفرنس ہال حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ علماء، مشائخ، اساتذہ، دانشور، قانون دان، صحافی، محققین اور اسکالرز غرض ہر طبقۂ فکر کے لوگوں کی بھرپور نمائندگی وہاں ہو رہی تھی۔

اسٹیج پر کویت کے سابق وزیر عزت مآب شیخِ طریقت حضرت الشیخ السید یوسف الرفاعی ہاشمی مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے جلوہ افروز تھے۔ اُن کے برابر والی نشست پر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے بانی و صدر جناب سید ریاست علی قادری، ادارے کے سرپرستِ اعلیٰ جناب الحاج حبیب احمد، نائب صدر جناب سید وجاہت رسول قادری (ریٹائرڈ) ریئر ایڈمرل ایم۔ آئی ارشد، شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی غلام علی اوکاڑوی اور ادارۂ منہاج القرآن کے سرپرستِ اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری تشریف فرما تھے۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض جناب شہریار قدوسی نے ادا کئے۔

سامنے کی قطار میں معززین و دانشور حضرات میں حضرت علامہ شمس بریلوی، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، الحاج داؤد احمد، جناب معین صاحب سینئر وائس پریذیڈنٹ نیشنل بنک اور جناب راؤ مشرف علی وائس پریذیڈنٹ و زونل چیف حبیب بنک لمیٹیڈ شامل تھے۔ اسٹیج کی دائیں جانب مقالہ نگار حضرات اپنی خصوصی نشستوں پر بیٹھے تھے جن میں جناب ڈاکٹر فرمان فتح پوری، مولانا کوکب نورانی، عبدالعزیز عرفی ایڈووکیٹ، جناب ادیب رائے پوری، جناب مرزا منیر بیگ، نبیرۂ اعلیٰحضرت جناب تسلیم رضا صاحب سلمہٗ تعالیٰ و دیگر معززین حضرات شامل تھے، اسٹیج کے بائیں جانب، ریڈیو اور ٹی وی کے نمائندے اور فوٹو گرافر اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے تھے۔

کانفرنس ہال میں تقریباً آٹھ سو افراد موجود تھے۔ ہال میں ایک طرف خواتین کے لئے بھی خصوصی نشستوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ خواتین میں زیادہ تر کالج اور یونیورسٹیوں کی پروفیسر اور لیکچرار تھیں۔ امریکہ سے آئی ہوئی مس اُوشا سانیال بھی جو اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر شکاگو یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہی ہیں، خواتین کے ساتھ بیٹھی تھیں۔

نمازِ عصر کے بعد جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے پروفیسر حافظ عبدالباری نے تلاوتِ قرآنِ کریم سے جلسے کا باقاعدہ آغاز کیا۔ اُن کے بعد ملک کے نامور نعت خواں جناب سلیم جہانگیر نے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نعت اپنے مخصوص لحن میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

چونکہ صدرِ جلسہ پیرِ طریقت حضرت پیر سید طاہر علاؤ الدین القادری الجیلانی علالت کی وجہ سے جلسہ گاہ میں بعد نمازِ مغرب تشریف لائے تھے، اس لئے خطبۂ استقبالیہ جلسے کی کارروائی کے آغاز میں پیش نہیں کیا گیا تھا۔ کانفرنس کے پہلے مقالہ نگار جناب مرزا منیر بیگ صاحب تھے، جنھوں نے اعلیٰحضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و ملی خدمات پر بھرپور روشنی ڈالی۔ ان کے بعد ملک کے کہنہ مشق شاعر جناب ادیب رائے پوری نے اعلیٰحضرت کی نعتیہ شاعری پر ایک وقیع مقالہ پڑھا، جس کو حاضرین نے بے حد سراہا۔ جناب ادیب رائے پوری کے بعد ملک کے معروف قانون دان اور "جمالِ مصطفےٰ" کے مصنف جناب عبدالعزیز عرفی اسٹیج پر تشریف لائے اور اپنا مقالہ پیش کیا۔ آپ نے اپنے مقالے میں اعلیٰحضرت پر

بدعات کے فروغ کے الزام کا بڑی خوش اسلوبی سے دفاع کیا اور کہا کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا بڑا کارنامہ تو یہی ہے کہ انھوں نے جاہلانہ اور غیر اسلامی رسموں کے خلاف جہاد کیا اور لوگوں کو صحیح اسلامی تعلیمات کی طرف راغب کیا جناب عُرفی کے مقالے کے بعد مغرب کی نماز اور چائے کا وقفہ ہوا۔

جلسے کی دوسری نشست کا آغاز وقفہ کے فوراً بعد ہوا۔ نعت شریف پڑھنے کا اعزاز معروف نعت خواں جناب خورشید احمد نے حاصل کیا۔ جس کے بعد پیرِ طریقت حضرت پیر سید طاہر علاؤ الدین القادری الجیلانی مدظلہ العالی تشریف لائے تو کانفرنس ہال میں موجود ہر شخص نے اپنی نشست سے اُٹھ کر اُن کا والہانہ انداز میں استقبال کیا۔ اُن کے کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے بانی و صدر جناب سید ریاست علی قادری نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا۔ سید صاحب نے اپنے خطبۂ استقبالیہ میں مہمانانِ گرامی کو خوش آمدید کہا اور خصوصاً حضرت پیر طریقت، زبدۃ السالکین پیر سید طاہر علاؤ الدین القادری الجیلانی مدظلہ العالی، عزت مآب حضرت شیخ طریقت الشیخ السید یوسف الرفاعی ہاشمی مدظلہ العالی، عزت مآب حضرت مولانا مفتی غلام علی اوکاڑوی مدظلہ العالی، عزت مآب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا شکریہ ادا کیا، جن کی شرکت سے کانفرنس کی رونق میں چار چاند لگ گئے۔

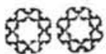
سید صاحب نے مہمانانِ گرامی کو خوش آمدید کہنے کے بعد کانفرنس کے انعقاد کی غرض و غایت بیان کی اور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی دینی، ملّی، علمی، روحانی اور سیاسی خدمات کو زبردست خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے حاضرین کو یاد دلایا کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اسلام کے وہ بطلِ جلیل ہیں جنھوں نے قلوبِ مسلم میں حبِّ رسول کے چراغ روشن کئے۔ سید صاحب نے مزید کہا کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے مسلمانوں کو اُس وقت ضلالت و گمراہی کے اندھیروں سے نکالا جب مسلم دشمن طاقتیں مسلمانوں کے دلوں سے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سرمایہ چھیننا چاہتی تھیں۔ اُس وقت برِّ صغیر پاک و ہند ہی نہیں بلکہ پورا عالمِ اسلام اس کی لپیٹ میں تھا۔

یہ وہ وقت تھا جب ہر طرف سے اسلام اور اہلِ اسلام پر حملے ہو رہے تھے۔ کسی نے قرآن پر اعتراض کیا تو کسی نے صاحبِ قرآن پر۔

آخر میں سید صاحب نے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے قیام پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی شخصیت اتنی ہمہ گیر و ہمہ صفت ہے کہ اُن کی سیرت و کردار اور اُن کے عظیم علمی و فکری ورثہ کی تدوین و تحقیق کسی فردِ واحد کے بس کی بات نہیں۔ اس کے لئے ایک ادارے کی ضرورت ہے۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ سید صاحب نے ادارہ کی آٹھ سالہ خدمات اور کارکردگی کا جائزہ پیش کرتے ہوئے آئندہ کے پروگراموں سے بھی حاضرین کو متعارف کرایا۔ اُنھوں نے تمام اہلِ علم و بصیرت خصوصاً عقیدت مندانِ اعلیٰحضرت سے اپیل کی کہ وہ آگے آئیں اور اعلیٰحضرت کے مشن کو جدید علمی حلقوں میں اِس طرح پیش کریں کہ اُن کی ہمہ گیر شخصیت اُبھر کر سامنے آئے۔

کانفرنس کے آخری مقالہ نگار پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب تھے جنھوں نے "امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی تحریروں میں ضبط و نظم" کے عنوان سے ایسی جامع اور بصیرت افروز تقریر فرمائی کہ ہر طرف سے اُن کو دادِ تحسین پیش کی گئی۔ اُن کی تقریر اتنی پُر اثر، معلوماتی اور علمی تھی کہ ہر شخص پر اس کا گہرا اثر ہوا۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کی تقریر کے بعد پیرِ طریقت حضرت شیخ سید طاہر علاؤ الدین القادری الجیلانی مدظلہ العالی نے خصوصی دُعا مانگی۔ اس کے بعد بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نذرانۂ درود و سلام پیش کیا گیا اور آخر میں حضرت الشیخ السید یوسف الرفاعی ہاشمی مدظلہ العالی سابق وزیر مذہبی امور و اوقاف حکومتِ کویت نے دُعائیہ کلمات ادا فرمائے اور یوں یہ عظیم الشان کانفرنس تقریباً ساڑھے آٹھ بجے شب اختتام پذیر ہوئی۔



رُوداد امام احمد رضا کانفرنس

منعقدہ ہوٹل اسلام آباد، ۸۶ء

مؤرخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء سہ پہر اسلام آباد کے "اسلام آباد ہوٹل" میں "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا" کی جانب سے "امام احمد رضا کانفرنس" منعقد ہوئی۔ کانفرنس ہال میں تقریباً چار سو حضرات تشریف فرما تھے۔ ہر طبقے کی نمائندگی تھی۔ کانفرنس کی صدارت اس وقت کے وفاقی وزیر پٹرولیم و قدرتی وسائل جناب حاجی محمد حنیف طیب نے فرمائی جبکہ مہمانِ خصوصی وفاقی وزیر مملکت مذہبی امور جناب الحاج مقبول احمد تھے۔ اسٹیج پر ان دونوں حضرات کے علاوہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے بانی و صدر جناب سید ریاست علی قادری بھی تشریف فرما تھے۔ سید صاحب کے ہمراہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری، جناب علامہ تراب الحق قادری اور پیرِ طریقت جناب حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی دربارِ عالیہ مرشد آباد پشاور موجود تھے۔

اسٹیج سیکریٹری کے فرائض جناب سید آل احمد رضوی نے ادا کیے۔ کانفرنس کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔ اس کے بعد ملک کے مشہور و معروف شاعر اور نعت خواں جناب بشیر ناظم ڈپٹی ڈائریکٹر (جنرل) وزارتِ مذہبی امور حکومتِ پاکستان نے اعلیٰحضرت امام احمد رضا کی ایک نعت اپنے مخصوص لحن و درد انداز میں پڑھی جس کے ایک ایک شعر پر حاضرین نے اُن کو دل کھول کر داد دی۔ جناب بشیر ناظم صاحب اعلیٰحضرت امام احمد رضا کے ایسے سچے عاشق اور عقیدت مند ہیں کہ اُن پر رشک آتا ہے۔
نعت شریف کے بعد "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا" کے بانی و صدر جناب سید ریاست علی قادری نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا۔

خطبۂ استقبالیہ کے بعد ڈاکٹر مطلوب حسین صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر وزارتِ مذہبی امور حکومتِ پاکستان نے اپنا وقیع و بصیرت افروز مقالہ پیش کیا۔ ڈاکٹر مطلوب حسین صاحب اعلیٰحضرت امام احمد رضا کے علم و فکر سے فیض یافتہ ہیں ــــ وہ خلوصِ دل سے چاہتے ہیں کہ امام احمد رضا کی شخصیت اور اُن کے علمی، دینی اور فکری کارناموں کو منظرِ عام پر لایا جائے تاکہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ اُن کے افکار سے مستفید ہو سکے۔

ڈاکٹر مطلوب حسین صاحب کے بعد ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے ڈاکٹر محمد طفیل صاحب نے ایک مقالہ پڑھا۔ آپ کا مقالہ نہایت جامع تھا اور حاضرین کی دلچسپی اور توجہ کا مرکز رہا۔ ڈاکٹر محمد طفیل ایک منجھے ہوئے محقق ہیں اور دانشوروں کے اُس گروپ میں شامل ہیں۔ جو شواہد و دلائل کی روشنی میں اپنی تحقیق کی بنیادوں کو مستحکم کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی تحریریں اور تقریریں نہایت اثر پذیر ہوتی ہیں۔

اُن کے بعد ملک کے مشہور اور شعلہ بیان خطیب حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری نے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی دینی و ملّی خدمات پر اپنے مخصوص انداز میں خطاب فرمایا۔ وہ ایک شعلہ بیان مقرر ہی نہیں بلکہ ایک متبحر عالمِ دین بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی تقریریں ہر خاص و عام میں یکساں مقبول ہیں۔ کانفرنس کے آخر میں جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے خطاب کیا۔

انھوں نے امام احمد رضا کے تجدیدی کارناموں پر روشنی ڈالی اور اس کی بھرپور وضاحت کی اور کہا کہ امام احمد رضا کے لئے مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ اور گستاخانِ رسول کی سرکوبی کتنی ضروری، اہم اور دوررس نتائج کی حامل تھی انھوں نے فرمایا کہ اعلیٰحضرت کا یہ عظیم کارنامہ ہے اور اسلامیانِ ہند پر بہت بڑا احسان ہے کہ انھوں نے نہ صرف اُن کو اہانتِ رسول کے فتنے سے بچایا بلکہ اُن کے قلوب کو قرآن کے ساتھ ساتھ صاحبِ قرآن کی طرف پھیر دیا۔

آخر میں مہمانِ خصوصی اور صدرِ کانفرنس نے وقت کی کمی کے باعث چند کلماتِ تشکر پر اکتفا کیا۔ اس کے بعد صلوٰۃ و سلام ہوا اور حضرت پیر عبداللہ جان صاحب نقشبندی کی دعا پر یہ پُروقار تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کُلّ

جماعت لواری شریف

السلام علیکم — پی او بکس ۲۲۲۶ ، کراچی - ۳ ، پاکستان

سلطان الاولیاء فخر نقشبند حضرت خواجہ محمد زمان صدیقی نقشبندی مجددی رضی اللہ عنہ نے باب الاسلام سندھ میں تجدید و احیائے دین کا وظیفہ انجام دیا اور لاکھوں افراد کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی ۔ کسی انسان کی زندگی کی کامیابی کی اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہوگی کہ وہ خود شریعت و سنت پر سختی سے پابند رہے اور لاکھوں کروڑوں کو متبع سنت بنا دے ۔ مکان شریف (بھارت) کوٹلہ شریف ضلع شیخوپورہ ، شرق پور شریف ، حضرت کرماں والا ، حضرت کیلیاں والا ، قصور ، گھنگ شریف وغیرہ کی مشہور خانقاہیں حضرت سلطان الاولیاء ہی کا فیضان ہیں ۔ مشہور صوفی شاعر شاہ محمد عبداللطیف بھٹائی کو بھی دولت سکون حضرت سلطان الاولیاء کی بارگاہ سے ملی ۔ علمائے حق کی بڑی تعداد کا سلسلۂ محبت و عقیدت خانقاہ نقشبندیہ لواری شریف سے وابستہ ہے جسے وہ اپنے لیے باعث صد افتخار و اکرام قرار دیتے ہیں ۔

بانی خانقاہ لواری شریف حضرت سلطان الاولیاء حنفی المذہب راسخ العقیدہ اہل سنت وجماعت مسلمان تھے اور قول و فعل میں اپنے گرامی مرتبت بزرگوں کی علمی و عملی تفسیر تھے ۔ ان کے جانشین شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری پنجاب سے سفر کرکے امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی کی ملاقات کو تشریف لے گئے اور ان کی تائید و تصدیق فرمائی الحمد للہ علمائے احناف کی موجودہ تمام و الستگان خانقاہ لواری شریف راسخ العقیدہ اہلسنت وجماعت ہیں اور مسلک اہل سنت وجماعت (مسلک رضا) کے مؤید و مصدق اور معاون بھی ہیں ۔

کانگریسی حکومت نے قیام پاکستان سے قبل بدعقیدہ اور سازشی عناصر کی ریشہ دوانیوں کے سبب سے خانقاہ لواری شریف کے بانی حضرت سلطان الاولیاء کے پیر و مرشد خواجہ ابوالمساکین شیخ محمد ٹھٹوی علیہ الرحمہ کے سالانہ عرس مبارک کو جعلی حج کے نام سے موسوم کرکے ناپاک تہمت لگائی اور فتنہ و فساد کی راہ ہموار کی ۔ اس وقت کے سجادہ نشین خواجہ احمد زمان صدیقی ہمراز کے جانشین پیر بادشاہ محمد گل حسن صدیقی اور موجودہ سجادہ نشین میاں فیض محمد قبلہ نے اس تہمت کے خلاف ہر طرح جدوجہد کی ، تحریری و تقریری تردید کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ کی تائید حاصل کی کہ خانقاہ لواری میں کوئی غیر شرعی کام نہیں ہوتا ۔ افسوس کہ ملت اسلامیہ اور پاکستان کے دشمن پاکستان میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی سب سے بڑی اور مرکزی درگاہ لواری شریف کے بارے آج بھی اس تہمت میں شریک ہیں ۔

حضرت امام ربانی امام مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ نے برصغیر میں دو قومی نظریے کی بنیاد رکھی اور اکبر کے دین الٰہی کو پنپنے نہ دیا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے حضرت مجدد پاک کے موقف کو زندہ کیا ۔ اولیائے لواری اور وابستگان سلسلہ بھی ان شاء اللہ اپنے باکمال بزرگوں کے طریق و تعلیم کے مطابق حق و صداقت پر استقامت کے ساتھ کوشاں رہیں گے ۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی گزشتہ صدی کی سب سے قد آور علمی شخصیت تھے ان کے افکار صدیوں ملت کی رہنمائی کریں گے انہوں نے بدعقیدہ بے دینوں کی سرکوبی کرتے ہوئے ملت اسلامیہ کو عشق رسول سے سرشار کیا جو ان کا عظیم احسان ہے جماعت لواری شریف ادارہ تحقیقات امام احمد رضا اور اس کے معاونین کو فاضل بریلوی کی خدمات اور شخصیت کے لیے کارہائے نمایاں انجام دینے پر مبارکباد اور اپنے تعاون کی یقین دہانی کرواتی ہے اور ان کی کامیابی کے لیے دعاگو بھی ہے ۔

[signature]

از ... جماعت لواری شریف ، ضلع بدین ، سندھ

EFFICIENCY: The ratio of my success: tremor occurrences 100%; intensity 90%; direction specification 60% exact area specification 100% – one forecast.

COMPARISON: My methodology ranks higher than those of Dr. Kerri, Geologist, California Institute of Technology, Dr. Keiti, Southern California Universirty, Indian Geophysicists, Harsh Gupta and Janardal Negi, Chief Geophysicist, Geological Survey of Pakistan Abu Farh and Russian Engineer, Gaibnazar.

WARNING CENTRE: I have suggested to the UN Secretary General, to set up an Earthquake Advance Warning Centre to rid the humanity of the damages of this disaster and offered my services to the world body for the purpose, voluntarily.

SOURCES: The Holy Qur'an, sayings of Caliph Ali Karram Allah Ta'ala Wajhu and Muslim Sufi, Bu Ali Shah Qalandar, views of Maulana Ahmad Raza Khan Bareilvi and Dr. Muhammad Iqbal

CONCLUSION: Tremors are born of in-Equilibrium in the Universe – 360° I declared this basis of tremors early 1985 and have been computing this phenomenon since March 12, 1985.

The finding of American Scientist, Shirley, published from Amsterdam endorse my theory. He analysed seismic data collected by Apollo Seismic Mission between 1969-77.



SUMMARY OF THE NADHRIYYA-E MIZAN-E-KAI'NAT
(Equilibrium of the Universe Theory)

*The Summary of the Theory of "Equilibrium of the Universe" has been devised by Professor Sayyid A. S. Pirzada (Rawalpindi). This Theory has been endorsed by an American Scientist Mr.*Shirley in *his findings published from Amsterdam. Professor Pirzada has mentioned the "Views of Maulana Ahmed Raza Khan of Barielly" as one of the sources of this Theory. Editor.*

Qur'an – the last Divine dissertation revealed to the last of the prophets, Prophet Muhammad, Peace be Upon Him, is a complete book of Islam. It has guidance concerning all creations including earthquake sciences.

MIZAN: Broad governing principles of existence in the Universe are contained in the Quranic terms *al-Sirat al-mustaqim, al-mizan, al-adl* and *al-haq.* Viewed mathematically, all of them convey one meaning i.e. straight line of 180^{o}. The Mizan is East West.

MIZAN-E-KAI'NAT: On the relationship of *al-samawat* and *al-ardh,* the Prophet of Islam said *al-samawat* and *al-ardh* stand erect on *al-adl.* The term *qamat* used in this tradition means that it is in a vertical straight line. This position is North South. Both these 180^{o} intersect at a point and make 360^{o} which is Equilibrium of the Universe. The moment it distrubs – 360^{o} –, the Universe enters the arena of *ghadhab,* and the most dominant impact of it on Earth is a tremor. The force with which it dismembers the Equilibrium, is its intensity.

EVIDENCE: Prescribing a given limitation for useful functioning of all scientific devices, from a mini computer to hydrogen bomb, science admits this principle.

BIRTH: This phenomenon is born, says Qur'an of *akhrajat al-athqal.*

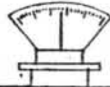
COMPUTER: I have devised a system to compute the anticipated in-Equilibrium. On its basis 1 made 23 forecasts about impending tremors, which proved correct. Normally in the forecasts carried by national press, 4 to 6 days were prescribed in case of grave situation resulting in many shocks upto 26 days were specified 1 also forecast hitting of a severe calamity in USA over a period of 15 to 37 days. It proved correct.

I can, with the help of an engineer design a computer which will indicate 4 to 5 days when our Earth will be in tremor zone. Its commercial price will range between 3 to 5 $ USA.





ریشماں 222 صابن سفید ہے اِسی لئے کپڑے دُھل کر پیلے نہیں پڑتے۔



ریشماں 222 صابن کی ٹکیہ وزن میں پوری اور دوسرے صابنوں پر بھاری ہے



ریشماں 222 میں شامِل ناریل کا تیل ہاتھوں کی جِلد کی حفاظت کرتا ہے اور نرم رکھتا ہے



ریشماں 222 میں شامِل لیمو میل کاٹتا ہے اور کپڑوں کی ناگوار بو ختم کرتا ہے۔



ریشماں 222 کی دھلائی کم وقت، کم محنت اور کم خرچ میں سب سے بہتر دُھلائی ہے



امین سوپ اینڈ آئل انڈسٹریز (پرائیویٹ) لمیٹڈ کراچی۔ پاکستان

MASS

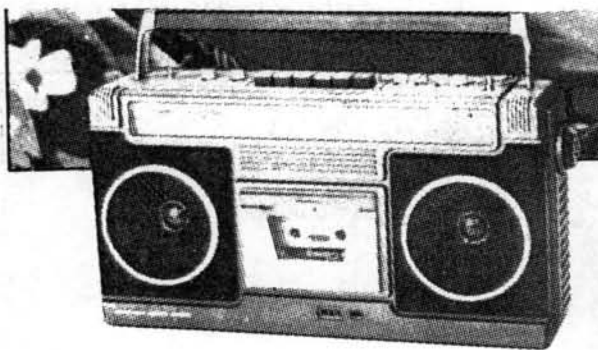
With Best Compliments of Wishes

DR. MOHAMMAD RASHID ULLAH QAZI



سب سے اچھا سب سے اعلیٰ ۔ سب سے زیادہ چلنے والا

چندا بیٹری سیل





ٹرانسسٹر ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، ٹارچ اور کھلونوں کی
دیرپا کارکردگی کے لئے چندا بیٹری سیل

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خان
سُنّی حنفی قادری برکاتی بریلوی قدس اللہ سرہ العزیز

نعت

رخ دِن ہے یا مہرِ سما، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشکِ ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حق یہ کہ ہیں عبدِ الٰہ اور عالمِ امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سرِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بلبل نے گل اُن کو کہا، قمری نے سروِ جاں فزا
حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی یا روزِ جزا
دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کوئی ہے نازاں زہد پر یا حسنِ توبہ ہے سپر
یاں ہے فقط تیری عطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

دن لہو میں کھونا تجھے، شب صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

رزقِ خدا کھایا کیا، فرمانِ حق ٹالا کیا
شکرِ کرم، ترسِ سزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ہے بلبلِ رنگیں رضاؔ یا طوطیٔ نغمہ سرا
حق یہ کہ واصف ہے ترا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

منقبت در شانِ امامِ اہلِ سنّت مجدّدِ دین و ملت
اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں البریلوی قدس سرہٗ

*

جنابِ حضرت والا مناقب
امیرِ عارفاں آں مردِ سجاد

امام و مقتدائے اہلِ سنّت
رئیس فاضلانِ اہلِ ارشاد

فقیہ ملّتِ بیضائے اسلام
گروہِ اصفیا را پیر و استاد

حکیم امتِ احمد رضا خاں
کہ بودہ در جہاں سلطانِ اوتاد

بدینِ مصطفےٰ مُفتیِ اعظم
شدہ دُور از ظہورش کفر و الحاد

بہ تجدیدِ شریعت خوب پرداخت
دمے از فیض بر آفاق بکشاد

ز عُشاقِ جنابِ غوثِ اعظم
فرید الدہر بُودہ فردِ افراد

طریقت شرع و عرفاں و حقیقت
زانفاسِ شریفش گشت آباد

مجاہد بود در زہد و ریاضت
بکشف و ہم کرامت بود معتاد

ہمہ اوقات خود معمور میداشت
بہ تصنیف و بہ تدریس و بہ اَوراد

مُحدّث ہم مفسر شیخِ عالم
فتاوایش شدہ مقبولِ امجاد

وصالِ ذاتِ حق چوں خواست از دل
ازیں دنیا بہ عقبیٰ روئے بنہاد

بروز جمعہ آں یکتائے دوراں
ز بندِ دارِ فانی گشت آزاد

بہ بست و پنجم از صفر المظفر
بفردوسِ معلّےٰ گشت دل شاد

شرافت جُست تاریخِ وصالش
خرد گفتا بگو، مغفور جواد

۴۰ ۱۳ ھ




فاتبعونی یحببکم الله
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا رجسٹرڈ کراچی